امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 08 مورخہ ۱۹ر جمادی الثانیہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۵ر فروری ۲۰۱۹ء روز سوموار

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حضرت مولانا قاری محمد مبین صاحبؒ
■ وہ میرا نبی ہے (تبصرہ کتاب)
■ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی......
■ حضرت مولانا فضل الرحمٰن قاسمی
■ امریکی جیلوں میں قبول اسلام کی لہر
■ اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

تبرکات

سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

علامہ سید سلیمان ندوی

محبت اور عداوت، موافقت اور مخالفت، رضامندی اور ناراضی انسان کے فطری جذبات ہیں، اور دنیا کے تمام کام، تمام تحریکیں، اور تمام جدوجہد، ان ہی دو برابر کے جذبات کے نتیجے ہیں، اگر انسان کو ان دونوں جذبات سے پاک کردیا جائے، تو اس کی نیک و بد ہر قسم کی گرم جوشیاں سرد پڑ جائیں، اور یہ آگ کا شعلہ جس میں انسان کا دل عبارت ہے، برف کا تودہ بن جائے، اس لئے یہ ناممکن ہے، اور نامناسب ہے کہ اس کی محبت اور ناراضی کے جذبات کو سرے سے فنا کردیا جائے، بلکہ جو ہوسکتا ہے، وہ یہ ہے کہ اس کے اندر سے ذاتی رجحانات اور شخصی میلانات کا عنصر علاحدہ کردیا جائے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ نہیں کہ نفس غیظ وغضب اور ناراضی کے فطری جذبات کو نکال کر پھینک دو، جو یقیناً ناممکن ہے، بلکہ یہ ہے کہ جذبات کے استعمال کا صحیح موقع ومحل متعین کیا جائے، چنانچہ اسلام نے ان موقعوں کی تعیین کی ہے، اور بتایا ہے کہ کسی سے مخالفت اور آزردگی ذاتی خودغرضی اور شخصی نفع ونقصان کے لئے نہ ہو، بلکہ اگر یہ ہو تو صرف حق کی حمایت، نیکی کی اعانت اور خدا کی خوشنودی کے لئے ہو، صلح وجنگ، دوستی ودشمنی، رضامندی وناراضی، اور محبت وعداوت، جو کچھ ہو، وہ خدا کے لئے ہو، الحب للہ والبغض فی اللہ۔ یہ کہنا بظاہر بہت خوشنما ہے کہ ہر قسم کی ناخوانشی وناراضی کے جذبات سے انسان کو پاک کردینا ایک اچھے مذہب کا فرض ہے، مگر یہ فرض فطرت کے خلاف ہے، ناخوشی وناراضی کو سرے سے فنا نہیں کیا جاسکتا ہے، بلکہ جو ہوسکتا ہے وہ یہ ہے کہ اس ناخوشی وناراضی کے موقع ومحل کی اصلاح کی جائے، یہ ممکن ہے کہ انسان کسی شے سے اور اس کی ضد سے بھی برابر کی محبت کرے، وہ جب خیر سے محبت کرے گا، تو شر سے نفرت بھی کرے گا، وہ ایمان کو چاہے گا تو کفر سے بیزار بھی ہوگا، وہ نیکوں سے دوستی کرے گا، تو شریروں سے علاحدہ بھی ہوگا، مومن سے خوش ہوگا تو منافق سے ناخوش بھی ہوگا، انسان کے سینہ میں صرف ایک دل ہے، اور ایک ہی دل میں ایک شیے کی اور پھر اسی کی ضد کی دونوں کی محبت یکجا نہیں ہوسکتی، جیسا کہ قرآن نے کہا۔ ''خدا نے کسی کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے''

سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

اسی مفہوم کو حضرت مسیح علیہ السلام نے ان الفاظ میں ادا کیا۔ ''کوئی آدمی دو آقاؤں کی خدمت نہیں کرسکتا، اس لیے کہ یا ایک سے دشمنی رکھے گا یا دوسرے سے دوستی، یا ایک کو مانے گا اور دوسرے کو ناچیز جانے گا، تم خدا اور مال دونوں کی خدمت نہیں کرسکتے (متی ۶۔۲۴) انجیل کے اسی فقرہ کی تشریح مختلف عیسائی رسولوں نے اپنے اپنے طور پر کی ہے، پولوس نے خدا اور آدمی، یعقوب نے خدا اور دنیا، یوحنا نے خدا اور دنیا کے برے کاموں کو باہم مقابل ٹھہرا کر کہا ہے کہ جو ایک سے محبت کرے گا وہ دوسرے سے نہیں۔

یہی مفہوم احادیث کے ان الفاظ میں ہے کہ محبت اور عداوت دونوں صرف خدا کے لئے ہونی چاہئے، اپنی ذات کے لئے نہیں، بیہقی کی شعب الایمان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذرؓ سے پوچھا کہ ''ایمان کی کونسی زنجیر زیادہ مضبوط ہے۔'' عرض کیا ''خدا اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے،'' فرمایا یہ کہ باہمی میل جول خدا میں ہو، محبت بھی خدا ہی میں ہو اور ناراضی بھی ہو تو خدا ہی میں ہو، مسند احمد میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت کیا کہ کونسی نیکی خدا کو زیادہ پیاری ہے۔ ''کسی نے نماز کہا، کسی نے زکوٰۃ کہا، کسی نے جہاد کو بتایا، آپ نے فرمایا۔ نیکیوں میں سب سے زیادہ خدا کو یہ نیکی پسند ہے کہ خدا ہی کے لئے محبت اور خدا ہی کے لئے مخالفت ہو۔ خدا کے لئے کسی سے ناخوشی یا مخالفت یا نارضامندی کے یہ معنی ہیں کہ نفسانی غرض وغایت کو اس جذبہ میں کوئی دخل نہ ہو، نیز یہ کہ شخص سے شخص کی حیثیت سے مخالفت یا بیزاری نہ ہو، بلکہ دراصل اس کے افعال اعمال اور اخلاق سے مخالفت یا بیزاری ہو، اور اس کے سبب سے اس شخص سے علاحدگی وبیزاری ہو، جس میں یہ صفتیں پائی جاتی ہوں، قرآن پاک کی ایک آیت ہے۔ ''خدا نے ایمان کو تمہارا محبوب بنایا اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین کیا اور کفر اور بے حکمی اور نافرمانی کو تمہارے نزدیک مکروہ بنایا۔''

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے خود مومن یا فاسق وعاصی کی ذات کو نہیں بلکہ ایمان کو محبت کا اور فسق وفجور اور عصیان کو نفرت وکراہت کا مورد قرار دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کی بیزاری ونارضامندی کا بنیادی سبب کافر ومنافق کا کفر ونفاق ہے، یہ دور ہوجائے، تو وہ بھی برابر کا بھائی ہے، اللہ نے فرمایا: تو اگر وہ کفر سے توبہ کرلیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں، تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

یہی سبب ہے کہ ان صفات کے ازالہ کے بعد ہی دفعتہً کراہت محبت سے، دشمنی دوستی سے اور نارضامندی رضامندی سے بدل جاتی ہے، کیونکہ اسلام میں شخصی یا نسلی یا وطنی کسی پیدائشی یا دائمی نفرت وکراہت کا وجود نہیں، نہ ہندوؤں کی طرح اس کی نظر میں کوئی قابل نفرت اچھوت ہے، نہ ملچھ ہے، نہ چنڈال ہے، نہ یہودیوں کی طرح کوئی ناپاک غیر مختون ہے اور نہ غیر قوم ہے، اور نہ مجوسیوں کی طرح کوئی پاک نژاد اور بدگیر کی تفریق ہے، اور نہ عیسائیوں کی طرح کوئی کالے گورے اور یورپین غیر یورپین کی تقسیم ہے، جو کچھ ہے وہ کفر وایمان اور شرک وتوحید کا فرق ہے، ایک خالص عرب اور قریشی کافر ہوکر ابوجہل وابولہب ہوسکتا ہے اور ایک معمولی حبشی وعجمی، مومن وموحد ہوکر بلال حبشی، صہیب رومی، اور سلمان فارسی کا رتبہ پاسکتا ہے، وہی عمر، وہی سفیان، وہی عکرمہ، وہی خالد، جو کل تک کفر کے علمبردار بن کر مسلمانوں کے سخت ترین دشمن تھے، بیک نظر ان کی وہ کایا پلٹ ہوئی کہ وہ مسلمانوں کے سرکردہ ہوگئے، اور مسلمان ان کے فدائی بن گئے اور سب آپس میں بھائی بھائی ہوگئے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ احسان جتایا ''یاد کرو جب تم باہم دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں باہم الفت پیدا کردی، اور تم اس کے فضل وکرم سے بھائی بھائی بن گئے۔'' ناپسندیدگی وبیزاری کا دوسرا جذبہ وہ ہے جس کی بنا کسی انسان کی گنہگاری اور عصیان کاری پر ہے توبہ وندامت کے ایک حرف سے یہ جذبہ رحمت وشفقت سے مبدل ہوجاتا ہے، مبشر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے گنہگاروں کو خدا کی زبان سے یہ مژدہ سنایا کہ ''اے میرے وہ بندو جنہوں نے گناہ کرکے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو، خدا سب گناہوں کو معاف کرسکتا ہے وہ بخشنے والا اور رحم کھانے والا ہے''۔

آپ نے فرمایا التائب من الذنب کمن لا ذنب له ''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ وہ جس کا گناہ نہ ہو۔'' یہی سبب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گنہگاروں کے ساتھ بھی شفقت فرمائی اور ان کی طرف ترحم کی نظر سے دیکھا اور ان کو رضائے الٰہی کی بشارت سنائی، ایک صاحب کو شراب پینے کی عادت تھی، وہ اس کی سزا بار بار بھگتتے تھے، ایک دفعہ جب وہ اسی جرم میں پکڑ آئے تو صحابہؓ نے کہا خدا اس پر لعنت کرے کہ کس قدر بار بار لایا جاتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ سنے تو فرمایا، ''تم لوگ اس پر لعنت نہ بھیجو، خدا کی قسم مجھے اس کے متعلق جو معلوم ہے وہ یہ ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کو پیار کرتا ہے،'' اس واقعہ سے علماء نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ گناہگار پر بددعا نہ کی جائے، حضرت ماعز بن مالکؓ ایک صحابی تھے، جو بشری کمزوری سے زنا کے مرتکب ہوئے، واقعہ کے بعد ان کا روحانی احساس بیدار ہوا، وہ جانتے تھے کہ اس کی سزا موت ہے، تاہم انہوں نے خدمت نبوی میں حاضر ہوکر اپنی حالت عرض کی، اور سزا کی درخواست کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دفعہ ان کی درخواست رد کی، لوگوں نے تحقیق کی کہ یہ پاگل تو نہیں، سب نے کہا ایسا تو نہیں ہے، اس کے بعد ان پر حد جاری کرنے کا حکم دیا، وہ میدان میں کھڑے کئے گئے اور ان پر لوگوں نے ہر طرف سے سنگ باری کی اور اسی حال میں انہوں نے جان دی، صحابہ میں بعض ایسے تھے جو اس بہادرانہ سزا پانے کے باوجود ماعزؓ کو برا کہتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو فرمایا ماعز کے لئے خدا سے مغفرت کی دعا مانگو کہ اس نے وہ توبہ کی کہ اگر وہ کسی پوری قوم میں بانٹی جائے تو اس میں سب کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ (سیرۃ النبی)

صبر اور شکر

''جب طبیعت کے موافق حالات پیش آئیں تو شکر سے حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور جب طبیعت کے ناموافق حالات پیش ہوں تو صبر سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے، پس مومن ہر حالت میں نفع میں ہوتا ہے، اس لیے کہ صبر کا راستہ بھی جنت کو جاتا ہے اور شکر کا راستہ بھی، بندہ کا کمال یہ ہے کہ وہ ہر حال میں راضی برضاء الٰہی رہے، اس لیے کہ یہی مقصود ہے، جنت وجہنم کا حصول، دخول تو رضاء الٰہی اور غضب خداوندی کا نتیجہ ہے۔''

(حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''حفاظتی دستوں نے پلوامہ دہشت گرد حملے کی منصوبہ بندی کرنے والے جیش محمد کے کمانڈر غازی رشید عرف کامران کو سو گھنٹے کے اندر مار گرایا، اس کے ساتھ دو اور دہشت گرد بھی مارے گیے، حالاں کہ سولہ گھنٹے چلی اس مہم میں فوج کے ایک میجر، چار فوجی جوان اور ایک پولس کی بھی جان گئی، ایک عام آدمی بھی اس مہم کی بھینٹ چڑھ گیا... اس مہم میں لفٹنٹ کرنل، بریگیڈیر کیپٹن اور جنوبی کشمیر کے ڈی آئی جی سمیت نوجوان بھی گھائل ہوئے ہیں۔''

(ہندوستان ۹ر فروری ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

مذہبی آزادی:

﴿اگر آپ کے پروردگار کو منظور ہوتا تو زمین پر جتنے لوگ ہیں، سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا آپ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کردیں گے؟﴾ (سورۂ یونس:۹۹)

مطلب :اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، اگر وہ چاہے تو اپنے بندوں کو ایمان لانے پر مجبور کرسکتا ہے؛ لیکن اس کو اپنے مخلوق کا جبر واکراہ والا ایمان درکار نہیں ہے، کیوں کہ جبر واکراہ کا تعلق انسان کے ظاہری اعضاء وجوارح سے ہوتا ہے اور ایمان کا تعلق قلب وجگر سے ہے کہ ہر انسان اپنی عقل سے خدا کو پہچانے اور اس کی بندگی اختیار کرے، اسی راز حقیقت کو خدا تعالیٰ بڑے حکیمانہ انداز سے کھولتا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ان پر آسمان سے ایسی نشانیاں اتارتے، جسے دیکھ کر ان کی گردنیں مجبوراً جھک جاتیں۔ (انعام) چنانچہ اسلام نے ہر شخص کو مذہبی آزادی عطا کی ہے، جو جس مذہب واعتقاد کو چاہے اختیار کرے، اس پر کسی قسم کا جبر وتشدد نہیں، ﴿فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر﴾ (جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر پر رہے) سورہ بقرہ میں ہے کہ مذہب کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں ہے، بے شک حق نمایاں ہوچکا ہے گمراہی سے، اب جن لوگوں کی نگاہیں اسلامی تاریخ پر گہری ہیں، انہیں اس کا اعتراف ہے کہ مسلمانوں نے کبھی کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا، اگر مسلمان چاہتے تو لاکھوں لوگوں کو مسلمان بنادیتے، ذرا غور کیجئے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر کئے گئے ظلم وستم کا بدلہ لے سکتے تھے، لیکن قربان جائیے محسن انسانیت کی بلندی اخلاق پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف کردیا اور یہ کہہ کر آزاد کردیا کہ **لاتثریب علیکم الیوم اذهبوا فانتم الطلقاء** ،آج تمہارے اوپر کوئی سرزنش نہیں، تم سب آزاد ہو۔ ایک دفعہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک نصرانی بڑھیا کو اسلام کی دعوت پیش کی تو اس کے جواب میں اس بوڑھیا نے کہا کہ **انا عجوزة کبیرة والموت الیّ قریب** ،میں ایک قریب المرگ بڑھیا ہوں، زندگی کے آخری وقت میں اپنا مذہب کیوں چھوڑوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اس کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا؛ بلکہ اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿**لا اکراہ فی الدین**﴾ دین میں زبردستی نہیں ہے۔ انہیں آیات کی روشنی میں علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ کسی شخص کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ اسلام کی تعلیمات اس قدر صاف اور واضح ہیں کہ توفیق یافتہ شخص خود بخود اسلام میں داخل ہوجائے گا اور جس کے دل ودماغ پر کفر وشرک کی مہر لگ چکی ہے، وہ جبر واکراہ کے بعد بھی نعمت اسلام سے سرفراز نہیں ہوسکتا، اس کے باوجود کچھ انتہا پسند فرقے اسلام کی تصویر کو بگاڑنے کے لیے پروپیگنڈہ میں لگے ہوئے ہیں اور یہ باور کررہے ہیں کہ اسلام طاقت وقوت کے زوروں پر پھیلا اور اس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیے اس میں زعفرانی رنگ بھرنی شروع کردی، جس میں وہ اب تک پورے طور پر کامیاب نہیں ہوسکے ہیں اور ان شاء اللہ کبھی بھی اپنے ناپاک منصوبوں میں کامیاب نہیں ہوسکتے اور اسلام روشن تعلیمات اور عادلانہ نظام کی باعث پھلتا پھولتا رہے گا۔ **جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا.**

بچے کی ولادت پر اذان واقامت کہنا مستحب ہے:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی کے یہاں بچہ کی پیدائش ہو تو اس کو چاہیے کہ اس کے دائیں کان میں اذان دے اور بائیں کان میں اقامت کہے، اس سے بچہ ام الصبیان سے محفوظ رہے گا۔ (بیہقی)

وضاحت: بچہ کی پیدائش اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے، اس کی دینی واخلاقی تربیت کرنا ہر والدین کی ذمہ داری ہے اور اس کی ابتدا بچے کی ولادت سے شروع ہوجاتی ہے؛ اس لیے مستحب یہ ہے کہ جب کسی کے یہاں بچہ کی پیدائش ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان دی جائے اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے، جب اس کے کان میں یہ پاک کلمات کہے جائیں گے تو غیر شعوری طور پر نومولود بچوں کا صاف وسادہ دل اس کے اثر کو قبول کرے گا، توحید ورسالت کے صدا سے دل مجلی ہوگا اور شعور کی منزل میں پہونچنے کے بعد توحید کا یہ نقش دل ودماغ پر حاوی رہے گا اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا؛ کیوں کہ شیطان اذان سننے سے کوسوں دور بھاگتا ہے، اس لیے روایتوں میں آتا ہے کہ جب حضرت حسن بن علی پیدا ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان دی، وہی اذان جو نمازوں کے لیے دی جاتی ہے، اس کا ایک فائدہ حدیث میں یہ بتلایا گیا کہ بچہ ام الصبیان سے محفوظ رہتا ہے، محدثین نے ام الصبیان کے دو معنی بیان کئے ہیں، ایک یہ کہ یہ ایک ہوا ہے جو بچہ کو لگتی ہے تو بسا اوقات وہ بے ہوش ہوجاتا ہے اور دوسرے یہ کہ یہ جنون کی ایک قسم ہے جو بچوں کو لاحق ہوجاتی ہے، اگر یہ دونوں مفہوم مراد لیے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ بچہ ہر طرح کی جسمانی اور روحانی بیماریوں سے محفوظ رہے گا، اس لیے ضروری ہے کہ دنیا میں آنکھ کھولنے کے بعد بچوں کے کان میں سب سے پہلے توحید کی صدا پہونچنے کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ زندگی میں ترقی وخوشحالی کی نعمت عطا فرمائیں گے، اسی طرح ولادت کے بعد کسی نیک ودیندار آدمی سے تحنیک کرائے؛ یعنی بچہ کے منہ میں کوئی میٹھی چیز خورما وغیرہ چبا کر اوپر کے تالو میں رکھ دے اور خیر وبرکت کی دعا کرے، پھر ولادت کے ساتویں دن بچہ کا بال منڈایا جائے اور عقیقہ کردیا جائے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ عقیقہ نعمت اولاد کا شکرانہ ہے، جود وسخا کی فضیلت کو پروان چڑھاتا ہے، اہل وعیال، اقربا واصدقا کو ایک ساتھ کھانے پر جمع کرکے مسرت وشادمانی کو دوبالا کرتا ہے اور ساتھ ہی مودت ومحبت، پیار والفت کے راہ ورسم کو عام کرتا ہے، اگر والدین اپنے نومولود بچوں کی اسلامی طریقہ پر پرورش وپرداخت کریں گے تو مستقبل میں بچہ دین واسلام کا اطاعت شعار ہوگا اور والدین کی فرمانبرداری اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا احساس وجذبہ ابھرے گا۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

سوتیلی ماں کی بیٹی سے نکاح

ایک خاتون جس کو شوہر اول سے ایک لڑکی ہے، شوہر کے انتقال کے بعد اس نے دوسری شادی کی، دوسرے شوہر کو پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہے، اب وہ اپنے اس لڑکے کی شادی اس بیوی کی لڑکی جو پہلے شوہر سے ہے کرنا چاہتا ہے، یہ نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجـــواب و باللہ التـــوفیق

صورت مسئولہ میں مذکورہ لڑکا اور اس کی سوتیلی ماں کی بیٹی جو پہلے شوہر سے ہے، کے درمیان اسباب حرمت میں سے کوئی سبب نہیں ہے، اس لیے ان دونوں کے درمیان نکاح شرعاً جائز اور درست ہے۔ ”قالوا ولابأس أن یتزوج الرجل امرأةو یتزوج ابنه امها أو بنتها لأنه لا مانع و قد تزوج محمد بن الحنفیة امرأة و زوج ابنه بنتها“(البحر الرائق:۱۷۳/۳)

سوتیلی ماں کی سگی بہن سے نکاح

میری بیوی کا انتقال ہوگیا، اس سے ایک لڑکا ہے، بیوی کے انتقال کے بعد میں نے دوسری شادی کی، دوسری بیوی کی ایک بہن ہے، جس سے میرا لڑکا نکاح کرنا چاہتا ہے، شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجـــواب و باللہ التـــوفیق

اپنی ماں کی بہن خالہ ہوتی ہے، اور خالہ سے نکاح شرعاً درست نہیں ہے، لیکن سوتیلی ماں کی بہن کے ساتھ حرمت کا کوئی رشتہ نہیں ہے، اس لیے یہ نکاح شرعاً جائز ودرست ہے۔ ”ولا بأس بأن یتزوج الرجل امرأة و یتزوج ابنه امها أو بنتها لأنه لا مانع“(البحر الرائق:۱۷۳/۳)

خالہ زاد بھانجی سے نکاح

خالہ کی لڑکی کی بیٹی جو خالہ زاد بھانجی ہوتی ہے، اس سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجـــواب و باللہ التـــوفیق

قرآن کریم میں جن عورتوں سے نکاح کو حرام قرار دیا گیا ہے، ان میں خالہ زاد بھانجی نہیں ہے، اس لیے اس سے نکاح شرعاً جائز ودرست ہے۔ ”و أحل لكم ما وراء ذٰلكم “(سورة النساء:۲۴)

رضاعی بہن کی بہن سے نکاح

خالدہ اور راشدہ دونوں بہن ہیں؟ خالدہ کی لڑکی ذکریٰ بہت رو رہی تھی تو راشدہ نے اس کو اپنا دودھ پلا کر خاموش کیا، راشدہ کا ایک لڑکا ہے انور، انور اپنی خالہ زاد بہن جو رضاعی بہن بھی ہوتی ہے، شادی کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر ذکریٰ سے نہیں ہوسکتی تو اسکی بہن حسنیٰ سے کرسکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح ذکریٰ انور کے دوسرے بھائی سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجـــواب و باللہ التـــوفیق

صورت مسئولہ میں چونکہ ذکریٰ نے اپنی خالہ راشدہ کا دودھ پیا ہے، اس لیے راشدہ ذکریٰ کی رضاعی ماں ہوئی اور راشدہ کے سارے لڑکے خواہ انور ہو یا کوئی اور اس کے رضاعی بھائی ہوئے اور جس طرح نسبی بھائی سے نکاح حرام ہے اسی طرح رضاعی بھائی سے بھی نکاح حرام ہے، اس لیے ذکریٰ کی شادی راشدہ کے کسی بھی لڑکے سے نہیں ہوسکتی، البتہ خالدہ کی دوسری لڑکی جس نے راشدہ کا دودھ نہیں پیا ہے، اس سے چونکہ رضاعت کا کوئی تعلق نہیں ہے اس لیے اس سے راشدہ کے کسی بھی لڑکے کا نکاح ہوسکتا ہے، شرعاً جائز ودرست ہے۔ ”ولو لم ترضع التی لها البنات و لكن ارضعت المرأة التی لها البنون بنتا من بنات المرأة الاخریٰ فلا یجوز لأحد عن البنین أن یتزوج بتلك البنت خاصة و لهم أن یتزوجوا بسائر البنات “(الفتاوىٰ التاتار خانیة:۲۱۵/۴)

بیوی کے فرار سے نکاح ختم نہیں ہوتا

ایک عورت اپنے شوہر کو چھوڑ کر کسی کے ساتھ بھاگ گئی، اور اس کے ساتھ رہنے سہنے لگی، اسی درمیان اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا، تو اس پر عدت واجب ہوگی یا نہیں اور شوہر کے ترکہ سے وراثت کی حقدار ہوگی یا نہیں؟ جبکہ شوہر نے نہ تو طلاق دی تھی اور نہ ہی قاضی کے ذریعہ نکاح فسخ کرایا گیا تھا۔

الجـــواب و باللہ التـــوفیق

شوہر کو چھوڑ کر کسی کے ساتھ بھاگ جانے سے رشتۂ نکاح ختم نہیں ہوتا، وہ اپنے شوہر کی بیوی رہتی ہے، جب تک کہ شوہر طلاق نہ دے دے یا قاضی شریعت کے ذریعہ نکاح فسخ نہ ہوجائے، اور سوال سے واضح ہے کہ شوہر نے طلاق نہیں دی تھی اور نہ قاضی شریعت کے ذریعہ نکاح فسخ کرایا گیا تھا، ایسی صورت میں اس خاتون پر شوہر کے انتقال کے بعد عدت وفات (چار ماہ دس دن) گذارنی ضروری ہوگی اور شوہر مذکور کے ترکہ سے وراثت کی بھی حقدار ہوگی، عدت گذرنے کے بعد وہ دوسری شادی کرسکتی ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ خاتون نے شوہر کو چھوڑ کر اجنبی کے ساتھ راہ فرار اختیار کرنے کا بڑا مجرمانہ عمل کیا ہے، جس کی وجہ سے وہ سخت گنہگار ہوئی اور وہ شخص بھی گنہگار ہوا، جو لے کر بھاگا تھا، دونوں پر لازم ہے کہ اس گھناؤنی حرکت سے پوری ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کریں، فوراً ایک دوسرے سے علاحدگی اختیار کرلیں اور اگر ساتھ رہنا ہی ہے تو عدت گذرنے کے بعد شرعی طریقہ پر نکاح کرکے ساتھ رہیں۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلدنمبر 57/67 شمارہ نمبر 05 مورخہ ۱۹رجمادی الثانیہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۵رفروری ۲۰۱۹ء روزسوموار

پلواما سانحہ

کشمیر کے پلواما میں دہشت گردوں نے آر ڈی ایکس سے بھری گاڑی کوفوج کی گاڑیوں کے قافلے سے ٹکرا دیا، جس کے نتیجے میں ۴۴ر سے زائد سی آر پی اف کے جوان موت کی نیند سو گئے اور تیس سے زائد جاں باز اسپتال میں زندگی کی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں، دنیا کو الوداع کہنے والوں میں دو بہار کے اور ایک کشمیر کے بھی ہیں۔

اس سانحہ نے پورے ملک کو سوگوار کر دیا اور ملک پر قربان ہو جانے والوں کے لیے خراج عقیدت پیش کیا، یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے، وزیر اعظم نے اس سانحہ کا بدلہ لینے کے لئے مقام، وقت اور تاریخ طے کرنے کی اجازت فوج کو دیدی ہے، ممکن ہے اس اجازت کا نتیجہ جلد ہی سامنے آجائے، ہمارا موقف بالکل واضح اور صاف ہے، وہ یہ کہ دہشت گردی جہاں کہیں ہو اور جس کسی کی طرف سے ہو قابل مذمت ہے، حکومت کو ایسے اقدام کرنے چاہیے کہ دہشت گردی کی کمر ٹوٹ جائے اور وہ اس قسم کی حرکت سے باز آنے کے لئے اپنے کو مجبور پائیں۔

اقدام ہی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ہم اپنے حفاظتی نظام کا بھی جائزہ لیں، سی آر پی اف کے جوانوں کا اتنا بڑا قافلہ تھا، اس کے حفاظتی نظام میں کیا چوک ہوئی کہ دہشت گرد آر ڈی ایکس کے ساتھ سارے حصار کو توڑ کر قافلہ میں گھس پڑا، فوج کی گاڑیاں عموماً بکتر بند ہوتی ہیں، اور ان پر حملوں کا اثر کم ہوتا ہے، آخر ایسا کیا ہوا کہ ہمارا حفاظتی نظام مفلوج ہو کر رہ گیا اور ملک کو اتنا بڑا صدمہ برداشت کرنا پڑا جس سے سارا ملک حیران و پریشان رہ گیا۔

اس حادثہ کے بعد ہر شہر میں مظاہرے ہوئے اور غم وغصہ کا اظہار کیا گیا، اور یہ کرنا چاہیے تا کہ ملک کے شہریوں کے احساسات وخیالات سے حکومت آگاہ ہو سکے، اور جان لے کہ ملک کے تمام باشندے اس بزدلانہ حرکت کی مذمت کرتے ہیں، اور پورا ملک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد ہے۔ بعض جگہوں پر غم وغصہ کے اظہار کے لیے ایک خاص مذہب کے لوگوں کو نشانہ بنایا گیا کہیں کہیں لوگوں نے کشمیریوں کے ساتھ زیادتی کی، ان کی دکانیں بند کروائیں، کپڑے دوکان سے نکال کر باہر پھینک دیے اور چوبیس گھنٹے میں علاقہ خالی کرنے کی نوٹس دیدی، الیکشن کا سال نہ ہوتا تو شاید جس بڑے پیمانے پر سکھوں کے خلاف فساد ہوا تھا اسی طرح یہاں بھی فساد برپا ہوتا، لیکن حکومت بیدار ہے احتجاج ومظاہرے تو فطری ہیں، غم کے اظہار کا ذریعہ ہے، اس لیے دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے ضروری ہے، لیکن اس کی آڑ میں ایک مخصوص مذہب اور ایک خاص علاقہ کے رہنے والے پر ظلم وستم کا بازار گرم کرنا ملکی سالمیت کے لیے سخت نقصان دہ ہے، اس سے باز رہنا چاہیے۔

بہترین خراج عقیدت یہ ہے کہ قربان ہونے والے جاں بازوں کے خاندان والوں کی کچھ ایسی مدد کریں کہ ان کا چولھا ٹھنڈا نہ ہو، ان کی لڑکیوں کی شادی ہو جائے اور لڑکے اپنی تعلیم جاری رکھ کر ملک وملت کے لئے مفید ہو سکیں۔

بربادی کی داستان

جنت نشاں کشمیر میں حالات جو پیدا ہوئے یا پیدا کیے گیے، اس نے گذشتہ تیس (۳۰) سالوں میں کشمیر کی اقتصادیات کو غیر معمولی نقصان پہونچایا ہے، دہشت گردی کے تیس (۳۰) سال میں، سیاحت اور صنعت سب کچھ تہہ وبالا ہو کر رہ گئی ہے، اس مدت میں سترہ سو چھیانوے (۱۷۹۶) دن ریاست میں کرفیو نافذ رہا، ایک اندازہ کے مطابق ایک دن کے کرفیو میں کشمیر کو دو سو پچاس (۲۵۰) کروڑ روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے، ۱۹۹۱ء میں یہاں سال کے دو سو ساٹھ (۲۶۰) دن اور ۲۰۱۶ء میں ایک سو تیس (۱۳۰) دن کرفیو میں گذرے، صرف ۲۰۱۶ء میں اکاون (۵۱) دن کی مکمل بندی کے نتیجے میں دس ہزار پانچ سو (۱۰۵۰۰) کروڑ روپے کا نقصان ہوا تھا۔

کشمیر کی معاشی بنیاد سیاحت ہے، کرفیو، ہڑتال اور بندی کے نتیجے میں یہاں سیاح آنے سے کترانے لگے، ۱۹۸۸ء میں سات لاکھ (۷۰۰۰۰۰) سیاح وادی میں آئے تھے، ۱۹۸۹ء سے یہاں تشدد شروع ہوا تو سیاح کی تعداد دو لاکھ گھٹ گئی، اگلے دو سال میں یہ تعداد ۹۸ فیصد گھٹی اور صرف چھ ہزار دو سو ستاسی (۶۲۸۷) سیاح ہی وادی میں داخلہ کی جرأت کر سکے۔ ۲۰۰۱ء میں حالات مزید بگڑے تو صرف ستائس ہزار تین سو چھپن (۲۷۳۵۶) سیاح وادی میں داخل ہوئے، ۲۰۱۲ء میں سیاحوں کی تعداد کافی بڑھی، لیکن اب جو حالات ہیں، اس میں سیاحوں کی آمد میں پھر سے کمی واقع ہو گئی اور اس کا خمیازہ ریاست کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔

یہاں بے روزگاری کا تناسب اکیس فیصد ہے اور پچیس فیصد نوجوان بے کار بیٹھے ہیں، ریاست میں بائیس ہزار اسکول وکالج ہیں، لیکن ۶۸ء۵۷ فیصد اسکول آج بھی بجلی کی روشنی سے محروم ہیں، یہاں کی گھریلو صنعتیں دم توڑ رہی ہیں، نئے تجارتی مواقع کالعدم ہیں، یہاں صرف چھیاسی بڑی اور اوسط درجہ کی صنعتی کمپنیاں ہیں، جس میں انیس ہزار تین سو چودہ لوگ ہی روزگار سے لگے ہیں، گھریلو اور چھوٹی صنعتیں تیس ہزار ایک سو بیس (۳۰۱۲۰) ہیں، جس سے ۱۴۲۳۱۷ لوگوں کو روزگار ملا ہوا ہے، ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے اس میں اضافہ نہیں ہو پا رہا ہے، گذشتہ دس سالوں میں صرف پانچ ہزار لوگوں کو یہاں اضافی نوکری مل سکی ہے۔

جموں کشمیر کے حالات مرکزی حکومت کے لیے بھی دردسر بنے رہے، دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے اسے مسلسل وہاں کے فنڈ میں اضافہ کرنا پڑا، ایک اندازہ کے مطابق ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۲ کے درمیان اس مد میں پینتیس ہزار کروڑ روپے خرچ کرنے پڑے، مرکزی حکومت نے ۱۹۸۹ء میں دہشت گردی پر قابو پانے کے لئے حفاظتی اسکیموں کو منظوری دی، جس کے دو حصے تھے، ایک حصہ حفاظتی دستوں کے لیے اور دوسرا راحت اور باز آبادکاری کے لیے، باز آبادکاری کے اعداد وشمار دستیاب نہیں ہیں، لیکن حفاظتی دستوں پر اٹھارہ سالوں میں وزارت داخلہ نے سات ہزار چھ سو ستائیس کروڑ روپے خرچ کیے، دوسری طرف سیاحت کے ذریعہ جو ٹیکس ریاست سے مرکز کو ملا کرتا تھا وہ دس فیصد سے گھٹ کر چھ فی صد پر آ گیا ہے، ۲۰۱۷ء میں گذشتہ چھ سالوں کے اعداد وشمار کے اعتبار سے سیاحوں کی تعداد سب سے کم رہ گئی۔

ان حالات میں ضروری ہے کہ اس ملک کے سارے فکری مراکز (تھنک ٹینک) ایسی منصوبہ بندی کریں اور اسے حکومت تک پہونچائیں تا کہ بربادی کی یہ داستان قصۂ پارینہ بن سکے۔

شکست فاش

سولہویں لوک سبھا کی مدت کار ختم ہوئی، اور اس کے ساتھ ہی ختم ہوگئی تین طلاق کو قانونی درجہ دینے کی مہم، کیوں کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی جہد مسلسل اور مربوط جدوجہد کے نتیجے میں حکومت راجیہ سبھا سے اسے پاس نہیں کرا سکی، اس کا حل اس نے صدارتی آرڈیننس میں ڈھونڈھا، لیکن یہ آرڈیننس بھی کالعدم ہو گیا، کیوں کہ آرڈی ننس اسی وقت تک مؤثر ہوتا ہے جب تک اس آرڈی ننس کے بعد پارلیامنٹ کا اجلاس نہ ہوا ہو، لیکن پارلیامنٹ کا بجٹ اجلاس آرڈی ننس کے بعد ہوا، اس لیے اب تین طلاق بل اور آرڈی ننس کی بھی کوئی حیثیت نہیں رہی اور اب وہ دونوں ردی کی ٹوکری میں چلے جائیں گے، یہی حشر شہریت ترمیمی بل کا ہوا، غیر مسلموں کو لبھانے کے لیے یہ انتخابی داؤ بھی سرکار کو الٹا پڑا اور مختلف ریاستوں میں اس کے اپنے ہی لوگ مخالف ہو گیے۔

تین طلاق بل جب پارلیامنٹ میں پیش ہوا تھا اس وقت بھی بل تو پاس ہو گیا، لیکن حکومت ہار گئی تھی، کیوں کہ اس بل کی حمایت میں صرف دو سو پینتالیس ووٹ آئے تھے، جب کہ بی جے پی کے تنہا ارکان کی تعداد بھی اس سے کہیں زیادہ تھی، این ڈی اے کی بقیہ حلیف جماعتوں نے اگر ووٹ دیا ہوتا تو بل کو پاس کرنے کے لیے ووٹوں کی تعداد کہیں زیادہ ہوتی، لیکن کم لوگوں نے اس طرح تجزیہ کیا اور شور صرف بل کے پاس کرنے کا رہا، حکومت کے وھپ جاری کرنے کے بعد بھی این ڈی اے کی کئی حلیف جماعتیں، جدیو، شیو سینا، بیجو جنتا دل، تیلگو دیشم وغیرہ نے ووٹ سے اپنے کو الگ رکھا، اس لیے حمایت میں ڈالے گیے ووٹوں کی تعداد کم ہو گئی۔

اب جب کہ بل اور آرڈیننس سب اپنی موت مر چکے ہیں تو ہمیں یہ بات یاد آئی ہے کہ تدبیریں مخالفین بھی کرتے ہیں اور تدبیریں اللہ بھی کرتا ہے، اور اللہ اچھی تدبیر کرنے والے ہیں، اللہ کی تدبیر نے اعداد وشمار کے اعتبار سے غالب اکثریت کے باوجود این ڈی اے حکومت کو ایسی شکست فاش سے دوچار کیا کہ اس کی کسک اور ٹیس مودی جی پوری زندگی محسوس کریں گے، اور اگر حکومت بدل گئی تو مودی جی کا یہ خواب ہمیشہ کے لئے ابدی نیند سو جائے گا اور تیسری بار لائے گئے آرڈی نینس کا حشر بھی پہلے جیسا ہوگا۔

نظریہ ساز ادارے

امریکہ کا ایک شہر پرنسل پینا ہے، یہاں ایک ادارہ لورڈ انسٹی چیوٹ آف یونیورسٹی گلوبل گولڈ تھنک ٹینک سے متعلق سروے کر کے اعداد وشمار جاری کرتا ہے اس کے مطابق امریکہ تھنک ٹینک نظریہ ساز ایجنسی کے اعتبار سے پہلے نمبر پر ہے، اس کے یہاں اٹھارہ سو اکہتر نظریہ ساز ادارے ہیں، ہندوستان میں چین سے زیادہ تھنک ٹینک ہیں، ایک سال میں یہ تعداد دو سو ترانوے سے بڑھ کر پانچ سو نو ہو گئی ہے، درجہ بندی میں شروع کے دس میں ہندوستان اور چین کے ایک بھی نظریہ ساز ادارے نہیں ہیں، چین اس سروے کے مطابق ہندوستان کے مقابلے صرف دو عدد پیچھے ہے، یہاں تھنک ٹینک کی تعداد پانچ سو سات ہے۔ کارکردگی کے اعتبار سے امریکہ کا بڑا کنکشن انسٹی چیوشن اول، فرانس کا انٹرنیشنل ریشنس دوسرے اور امریکہ کا کارنگی انڈومنٹ فار انٹرنیشنل پیس تیسرے نمبر پر ہے۔

اس طرح کے تھنک ٹینک یعنی نظریہ ساز ادارے سماجی، سیاسی، معاشی، دفاعی، تہذیب وثقافت اور سائنس کے میدان میں قابل عمل طریقوں پر غور وفکر کرتے ہیں، انہیں آپ تحقیقاتی ادارہ بھی کہہ سکتے ہیں، یہ ادارے تجارتی نقطۂ نظر سے کام نہیں کرتے، خالص عملی بنیادوں پر مسائل وحالات کا تجزیہ کرتے ہیں، ان کی اہمیت کے پیش نظر امریکہ میں ان اداروں کو ٹیکس میں چھوٹ دی جاتی ہے۔ بعض ممالک میں سرکاری طور پر ان کی مالی مدد بھی کی جاتی ہے، ان اداروں کی تحقیقات کے نتیجے میں ہر میدان میں منصوبہ بندی آسان ہوتی ہے، آر اس اس کا تھنک ٹینک مشہور ہے، ہندوستان میں انسٹی چیوٹ آف انجکٹیو اسٹڈیز کا شمار مسلمانوں کے تھنک ٹینک کے طور پر کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ اور بھی کئی ادارے اپنے اپنے انداز میں کام کر رہے ہیں، اس کے باوجود مسلمانوں کے مسائل ومشکلات کے سروے اور تجزیہ کے لیے نظریہ ساز اداروں کی کمی ہے، حالانکہ یہ بڑا اہم اور مفید کام ہے، تھنک ٹینک کی کمی سروے کرنے والی ایجنسیاں دور نہیں کرسکتیں، اس کے لیے گہرائی کے ساتھ مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے، جبکہ صرف سروے کرنے والی ایجنسیاں گھر بیٹھے اعداد وشمار فراہم کرانے میں مہارت رکھتی ہیں۔

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا قاری محمد مبین صاحبؒ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

قت، مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ قدس سرہ کے بڑے داماد اور ان کے علوم ومعارف کے امین مہتمم مدرسہ وصیۃ العلوم روشن باغ، حضرت مولانا شاہ قاری محمد مبین صاحب کا لا ینی بیماری کے بعد ۲۸؍ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۹؍ستمبر ۲۰۱۸ء بروز اتوار بوقت بعد نماز عصر شام کے چھ بجے انتقال ہوگیا، ان کی عمر ۹۲ سال تھی، تجہیز و تکفین کے مراحل اگلے روز طے ہوئے، جنازہ حضرت کے بڑے صاحب زادہ مولانا احمد متین قاسمی نے پڑھایا اور مقامی قبرستان ''کارو ڈنڈا کریلی الہٰ آباد میں مدفون ہوئے، اہلیہ ۱۳؍جولائی کی شب میں داغ مفارقت دے چکی تھیں، پسماندگان میں تین صاحب زادے اور تین صاحب زادیاں ہیں۔

حضرت مولانا قاری محمد مبین صاحبؒ بن مولانا قاری امین اظہر صاحب کا آبائی گاؤں ''کاری ساتھ''، ضلع اعظم گڈھ تھا ،کم سنی ہی میں حفظ قرآن کے لئے گاؤں سے دو میل دور فتح پور آنا جانا ہوا کرتا تھا، آتے جاتے مسجد میں ایک بزرگ سے قاری صاحبؒ کی ملاقات ہوتی، مصافحہ ہوتا، دعائیں ملتیں، بچے شفقت ومحبت سے قریب ہوتے ہیں، ان میں گرویدگی پیدا ہوتی ہے، یہ بزرگ حضرت مولانا شاہ وصی اللہؒ تھے، جنہیں اللہ نے مس خام کو کندہ بنانے کا ہنر اور ملکہ ودیعت کیا تھا، حضرت کی شفقت ومحبت نے حضرت قاری صاحب کو کم سنی میں ہی اسیر کرلیا، اسارت ظاہری بھی تھی باطنی بھی، ظاہری تو یہ کہ یہ قربت قرابت داری میں بدل گئی اور حضرت کی دختر نیک اختر آپ کے نکاح میں آگئیں اور باطنی یہ کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تعلیمات اور علوم ومعارف حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کے واسطے سے قاری محمد مبین صاحبؒ تک منتقل ہو گیے اور سلسلہ چشتیہ کی توسیع اور لوگوں کی ہدایت کا سامان ہو گیا۔ مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب کا قاری صاحب سے نسبی رشتہ بھی تھا وہ ان کے بھتیجا تھے، تعلیم وتربیت کا آغاز حفظ قرآن کے بعد دار العلوم مئو سے ہوا، وہاں سے جانے کے بعد ساری کی ساری تعلیم وتربیت حضرت قاری صاحب نے مصلح الامت ہی سے پائی، ان کی محبت اور مصاہرت کی وجہ سے وہ پہلے کاری ساتھ سے فتح پور تال نرجا اعظم گڈھ منتقل ہو گیے اور پھر در محبوب پر معتکف ہونے کے لیے الہٰ آباد میں سکونت اختیار کر لی اور پوری زندگی در یار پر گذار دی، حضرت مصلح الامتؒ کے عہد میں حضرت کے خطوط کی نقل کا کام ان کے ذمہ تھا، اس کا فائدہ یہ ہوا کہ کس قسم کے خط پر کیا جوابات لکھنے چاہیے اس سے ان کی کامل واقفیت ہوگئی اور دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ حضرت مصلح الامت کے خطوط کثیر تعداد میں بعد کے لوگوں کے لیے سرمۂ چشم بنے، ہمیں حضرت قاری محمد مبین صاحبؒ کا یہ احسان نہیں بھولنا چاہیے کہ ان کی اس خدمت کے نتیجے میں حضرت مصلح الامتؒ کے افادات اور سلوک وتصوف کے رموز ونکات اور اس راہ کی منزل کا سراغ ہم جیسے تشنگان علوم ومعرفت تک پہونچا، جو یقیناً حضرت قاری صاحب کا بڑا کارنامہ ہے۔

حضرت قاری صاحبؒ کی مجلس بڑی با فیض تھی، ان میں عموماً حضرت مصلح الامت کے مضامین وملفوظات ہی پڑھے جاتے، کبھی کبھی حضرت کی بیاض سے بھی کام لیا جاتا، جن میں اکابر کے ملفوظات، قیمتی مضامین اور عارفانہ اشعار بڑی تعداد میں محفوظ تھے، خود حضرت کا بھی لکھنے کا ذوق تھا، وصیۃ العرفان میں ''بلاغ مبین'' کے نام سے جو مضمون ہوتا ہے وہ حضرت کی تحریر کردہ ہوتی تھی، یا کسی مجلس کا بیان، وصیۃ العرفان میں مجلس مصلح الامت اور بلاغ مبین انسانی زندگی کو راہ راست پر لانے اور قلب میں عرفان محبت کی آگ لگانے میں بہت مفید ہے۔ حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ فرمایا کرتے تھے یہ آگ لگتی نہیں لگائی جاتی ہے، حضرت قاری صاحب نے حضرت مصلح الامت کے طرز پر اصلاح وہدایت کی شمع جلائے رکھی اور اصلاح وہدایت کا بازار گرم رکھا، تا آں کہ خود مالک حقیقی سے جا ملے۔ حضرت قاری محمد مبین صاحبؒ مجھ سے ذاتی اور شخصی طور پر واقف نہیں تھے، میں اپنے مئو کے دور طالب علمی میں کوپا گنج ان کی آمد کی خبر سن کر چلا جاتا، مجلس میں بیٹھتا، باتیں سنتا اور چلا آتا تھا، عادت کبھی بھی پہلی صف میں بیٹھ کر نمایاں کرنے کی نہیں رہی، کوئی خیریت نہ پوچھے تو اپنا تعارف کرانے میں بھی شرم محسوس ہوتی ہے، وہاں بھی یہی حال تھا، اس لیے یہ ملاقات نہیں، یک طرفہ دید و شنید تھی، البتہ مجلس میں حاضری سے زیادہ میں نے وصیۃ العرفان کے بلاغ مبین سے فائدہ اٹھایا۔

دار العلوم مئو سے حفظ قرآن تکمیل تجوید اور عربی چہارم تک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آگے کی تعلیم کے لیے دار العلوم دیو بند منتقل ہوگیا، یہ میرا عربی پنجم کا سال تھا، آئندہ سال ہی صد سالہ اجلاس تھا، جناب حامد الانصاری غازیؒ جو حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کے داماد اور ہملوگوں کی جمعیۃ النہضہ کے نگراں تھے، صد سالہ اجلاس کے کرتا دھرتا تھے، اساتذہ کے اسفار پورے ملک کے ہو رہے تھے، ایک خاص ہمہ ہمی کا ماحول تھا ایسے میں ایک دن طلبہ دار العلوم کو دار الحدیث میں جمع ہونے کا اعلان ہوا، طلبہ جمع ہو گیے تو حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ ایک مہمان کے ساتھ تشریف لائے یہ مہمان حضرت مولانا قاری محمد مبین صاحب تھے، حضرت حکیم الاسلام نے تمہیدی گفتگو میں حضرت مولانا قاری محمد مبین صاحبؒ کا تعارف کرایا، اور فرمایا کہ قاری محمد مبین صاحب، حالِ حال وقال اور بڑے بزرگ ہیں، تعارف کے بعد حضرت قاری صاحبؒ کے سفر دیو بند پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ انہیں خواب میں حضرت عائشہؓ نے دس روپیہ صد سالہ کے لئے دیا ہے، وہی دینے کے لیے یہاں تشریف لائے ہیں، حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ خواب میں لاکھوں دے سکتی تھیں، دس روپے تو اس لیے دیا ہے کہ ہر کس و ناکس صد سالہ اجلاس میں اپنا تعاون پیش کر سکے، بس پھر کیا تھا، دار الحدیث میں دس دس روپے کی بارش شروع ہوگئی، جس کے پاس کچھ نہیں تھا، اس نے اپنی گھڑی اور قلم نکال کر صد سالہ کے لیے دیدیا، پھر یہ خبر ملک میں عام ہوئی، تو لوگ اپنی اور اپنے گھر کی خواتین کی طرف سے دس دس روپے بھیجنے لگے، اس خواب کی وجہ سے صد سالہ اجلاس کو اچھا خاصہ تعاون ملا اور وہ اس روپے کو فریم کرا کر صد سالہ اجلاس کے دفتر میں زمانہ تک محفوظ رکھا۔ حضرت قاری صاحبؒ کو اسی موقع سے میں نے آخری بار دیکھا، پھر میں کاروبارِ زندگی میں ایسا الجھا کہ الہٰ آباد جانا ہی نہیں ہو۔ حضرت بھی پیر معتکف ہی تھے، سفر سے گریز ہی کیا کرتے، سال میں ایک سفر ممبئی کا ہوا کرتا، اس لیے کہیں اور کسی موقع سے ملاقات کی سعادت نصیب نہیں ہوئی، لیکن اس درمیان میں بلاغ مبین کا مطالعہ جاری رہا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ میں دور ہو کر بھی اپنے کو ان کے قریب پاتا رہا، اور حالت یہ رہی کہ ''اک ذرا گردن جھکائی دیکھ لی'' پتہ نہیں اس کیفیت کو تصوف کی اصطلاح میں کیا کہتے ہیں، لیکن قربت کے لیے اصطلاح کے جاننے کی کیا ضرورت ہے، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

وہ میرا نبی ہے

: محمد احتشام عالم رحمانی (بی ایس سی، میتھ) پرسنل سکریٹری امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم

ڈاکٹر ماجد دیو بندی صاحب مشہور اور معتبر شاعر ہیں، جنہیں اردو دنیا میں توجہ کے ساتھ سنا جاتا ہے، انہوں نے مختلف صنف سخن میں اشعار کہے ہیں، آپ کے اشعار میں بہت بڑا حصہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور منقبت سے متعلق ہے، ان کے نعتیہ کلام کا پہلا مجموعہ ''ذکر رسولؐ'' ہے، جو کئی سال قبل شائع ہو کر مقبول ہو چکا ہے، اور جہاں جہاں اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے، یہ کتاب پہونچ چکی ہے، جنہیں شوق کے ہاتھوں لیا گیا، اور محبت وعقیدت کے ساتھ پڑھا گیا، اب ڈاکٹر ماجد دیو بندی صاحب کے نعتیہ کلام پر مشتمل دوسری کتاب تازہ تازہ آئی، جو عمدہ کاغذ، نظر افروز طباعت اور مجلد مع گرد پوش ہے، جس کا نام ہے ''وہ میرا نبی ہے'' یہ کتاب ۲۸۸؍ صفحات پر مشتمل ہے، اور اس میں حمد باری آٹھ، نعتیں اڑسٹھ، نعتیہ نظمیں چھ، صحابہ کرام کی منقبت پانچ، دینی موضوعات پر نظمیں چار اور ایک مناجات ہے۔

۱۳؍فروری ۲۰۱۹ء کو انڈیا اسلامک کلچر سنٹر، نئی دہلی کے اوڈی ٹوریم میں اس کتاب کا اجراء ہوا، اس تقریب کو مشہور دوا ساز کمپنی ریکس ریمیڈیز لمٹیڈ نے اسپونسر کیا تھا، اور اسلامک کلچر سنٹر نے بھی معاونت کی تھی، یہ ایک یادگار تقریب تھی، جس میں اسٹیج پر ملک کی کئی اہم شخصیتیں جلوہ افروز تھیں، تقریب کی مرکزی شخصیت جناب ڈاکٹر ماجد دیو بندی تو تھے ہی، مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر، جناب سراج الدین قریشی صاحب، صدر انڈیا اسلامک سنٹر نئی دہلی، مولانا سید جلال الدین صاحب عمری امیر جماعت اسلامی ہند، ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد صاحب امام وخطیب مسجد فتحپوری، محترم مولانا سید کلب جواد صاحب قبلہ مجتہد لکھنؤ، محترم مولانا محسن تقویٰ صاحب امام جمعہ وجماعت شیعہ جامع مسجد کشمیری گیٹ دہلی، جناب راشد فریدی صاحب، سجادہ نشیں درگاہ حضرت بہاء الدین فریدیؒ، رجب پور، پروفیسر اختر الواسع صاحب صدر مولانا آزاد یونیورسٹی جودھپور، جناب نوید حامد صاحب صدر کل ہند مجلس مشاورت، مولانا انصار رضا صاحب صدر غریب نواز فاؤنڈیشن دہلی، ڈاکٹر محمد تسلیم رحمانی صاحب صدر ''میزان'' دہلی، اور کئی حضرات شہ نشیں پر موجود تھے، اور سبھوں کے ہاتھوں کتاب ''وہ میرا نبی ہے'' کا اجراء ہوا۔ مذکورہ سارے محترم حضرات نے اس یادگار موقعہ پر اظہار خیال فرمایا اور اپنے دل کی بات کہی، اس موقعہ پر امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے بھی آخیر میں خطاب فرمایا، جس کا متن حافظہ کی مدد سے مرتب کیا گیا تھا، جسے ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے:

''—ڈاکٹر ماجد دیو بندی صاحب مشہور اور بڑے معتبر شاعر ہیں، ان کی آواز، ان کے اشعار پوری اردو دنیا میں ذوق وشوق کے ساتھ پڑھے اور سنے جاتے ہیں، انہوں نے غزل، نظم اور مختلف صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے، انہیں شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عظمت نواز سے ایک باحمیت، باغیرت اور اچھے مسلمان کی حیثیت سے بڑی عقیدت وارادت ہے، آپ نے نعتیہ اشعار بھی کہے ہیں، جن کی تعداد اچھی خاصی ہے، اتنی تعداد کہ آپ کے نعتیہ کلام کا ایک مجموعہ شائقین کی نذر ہو چکا ہے، اور اب یہ دوسرا نعتیہ کلام ''وہ میرا نبی ہے'' آچکا ہے، جس کی پروقار اور باعظمت تقریب میں ہم سب جمع ہیں۔

شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے عقیدت، ارادت اور محبت کا ایک رخ وہ ہے کہ اللہ کے بہت سے بندے روزانہ گیارہ سو مرتبہ درود شریف پڑھتے ہیں، یہ خانقاہی نظام کا بڑا روشن گوشہ ہے، بہت سے خوش نویس نام نامی کو مختلف شکلوں میں لکھتے ہیں اور عقیدت مند انہیں آویزاں کرتے ہیں، نماز میں ہر مسلمان درود شریف پڑھتا ہے، درود شریف بہت سے اہل دل کے ذکر کا حصہ ہے، اور جب یہ عقیدت ومحبت فن تعمیر کا روپ دھارے، تو ترکی کے سلطان عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر ابھرتی ہے، جنہوں نے مسجد نبوی کو نیا انداز دیا، اور فن تعمیر کے نئے آفاق سے آشنا کرایا، اس عقیدت ومحبت کا ایک طریقہ یہ بھی رہا ہے کہ جتنے بھی کھمبے مسجد نبوی میں لگے سنگ مرمر کے لگے ہر پایہ کی تراش خراش سے پہلے سنگ مرمر کی سل پر قرآن پاک کا ایک ختم کیا گیا، پھر تراش خراش کی گئی، مسجد نبوی کی تعمیر میں جتنے بھی ہاتھ اور دماغ لگے، باوضو لگے، نمازیوں کے لگے، قربان جایئے محبت وعقیدت کی ان اداؤں پر! یہی محبت وعقیدت جب شعری پیکر میں ڈھلتی ہے، تو نعت شریف ہو جاتی ہے اور دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی رباعی تیار ہو جاتی ہے۔

بلغ العلیٰ بکمالہ — کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ — صلوا علیہ وآلہ

جس کے بارے میں تواتر کے ساتھ یہ حقیقت کانوں تک پہونچتی رہی ہے، کہ یہ رباعی محبت ومودت کے جذبہ سے کثرت کے ساتھ پڑھی جائے تو خواب میں دیدار شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ یہ عقیدت ومحبت جب علامہ اقبال کے دل میں سماتی ہے، تو شعر کے قالب میں ایسا بے پناہ اظہار ہوتا ہے، کہ ایک کمزور حدیث کے ذریعہ ختم رسالت کی دلیل فراہم ہو جاتی ہے۔

قد بے سایہ تیرا ختم رسالت کی دلیل ☆☆☆ یعنی تجھ سا نہیں کوئی پیچھے ترے آنیوالا

یہ عقیدت وارادت صرف ایمان والوں کے دل میں نہیں ہے، آپ سے محبت حقیقت پسندی کی علامت ہے، اور پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے، اسی عقیدت وارادت نے مشہور شاعر کرشن بہاری نور سے کہلوایا۔

تری معراج کہ تو لوح وقلم تک پہونچا ☆☆☆ میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہونچا

اور اسی عقیدت وارادت، محبت ومودت نے ڈاکٹر ماجد دیو بندی کو ''وہ میرا نبی ہے'' پیش کرنے کی سعادت بخشی۔ ڈاکٹر ماجد دیو بندی کا دل محبت رسول پاک سے لبریز ہے، انہوں نے ایسے بہت سے اشعار کہے ہیں، جو ان کے دینی ذہن کی ترجمانی کرتے ہیں، انہوں نے اس شعر سے پوری دنیا میں اپنی شناخت بنائی:

اللہ میرے رزق کی برکت نہ چلی جائے ☆☆☆ دو روز سے گھر میں کوئی مہمان نہیں ہے

اور بڑے اچھے، دل کو چھو لینے والے نعتیہ اشعار کہے: (صفحہ ۱۰؍پر)

امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب اپنے خطبات کے آئینہ میں

مولانا نورالسلام ندوی جمال پور ، دربھنگہ

بہار میں خانوادۂ رحمانی کا یہ امتیاز رہا ہے کہ علم ومعرفت، تصوف وسلوک، شریعت وطریقت، تصنیف وتالیف، تقریر و خطابت، قیادت ورہبری کے وہ اوصاف جو دوسری جگہوں پر الگ الگ پائے جاتے ہیں اس خاندان میں ایک ساتھ جمع نظر آتے ہیں۔امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی کے جد امجد عارف باللہ حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمتہ اللہ علیہ نے جہاں فتنہ ارتداد کے خلاف مؤثر تحریک چلائی وہیں تصنیف وتالیف کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیئے اور چھوٹی بڑی تین سو کتابیں علمی یادگار کے طور پر چھوڑیں۔ایک طرف انہوں نے خانقاہ رحمانی قائم کیا اور رشدو ہدایت کا چراغ روشن رکھا، تو دوسری طرف جامعہ رحمانی کی بنیاد رکھی اور تعلیم وتربیت کا چشمہ جاری کیا۔آپ کے جانشیں امیر شریعت حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی نوراللہ مرقدہٗ کی شخصیت بھی انہیں اوصاف وخصوصیات کا آئینہ دار تھی۔تصوف ومعرفت، علم وعمل، خطابت وتقریر، تصنیف وتالیف جرأت وبے باکی اور رہبری وقیادت میں اپنی مثال آپ تھی ۔اسی خانوادہ کے گل سرسبد مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی امیر شریعت، بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ ہیں، جو اپنے دادا اور والد کے فیض یافتہ اور سچے جانشیں ہیں۔خدائے تعالیٰ نے انہیں علم و عمل ، زہدوتقویٰ، فہم وفراست ، احسان وسلوک ، جرأت وحوصلہ مندی ، تصنیف وتالیف، تقریر وخطابت اور قائدانہ صلاحیت کا حسین امتزاج بنایا ہے ، بے شک مولانا ہشت پہلو شخصیت کے مالک ہیں ، انہوں نے اپنے اندر بہت ساری خصوصیات اور کمالات کو جمع کرلیا ہے، مگر اس وقت ہمارا موضوع مولانا کی خطابت وتقریر ہے۔

سماجی اور عوامی زندگی کے ہر شعبہ میں خطابت وتقریر کی اہمیت وضرورت تسلیم شدہ حقیقت ہے۔خواہ وہ شعبہ دعوت و تبلیغ کا ہو یا قیادت ورہبری کا، معاشرہ کی اصلاح کا ہو یا ملک وملت کی تعمیر وترقی کا۔جس شخص کے اندر خطابت کی استعداد وصلاحیت زیادہ ہوگی وہ اسی قدر عوامی زندگی اور جمہور کی رہنمائی میں کامیاب وسرافراز ہوگا۔مولانا جن متنوع اوصاف وخصوصیات کا مجموعہ ہیں ان میں ایک خاص صفت یہ ہے کہ ان کے اندر زورتحریر کے ساتھ قوت تقریر وخطابت کا خداداد ملکہ پایا جاتا ہے۔خطابت کا یہ جوہر مولانا کی طبیعت کا حصہ ہے، امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد منت اللہ رحمانی علیہ الرحمہ اپنے وقت کے باکمال عالم دین اور شیخ طریقت تھے، ان کے مریدین اور عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع تھا، اور حضرت امیر شریعت کا شمار ایک بہترین خطیب اور مقرر کی حیثیت سے بھی تھا، مریدین کو خطاب کرنا اور جلسہ میں تقریر کرنا عام بات تھی، خطابت کا یہ جوہر مولانا محمد ولی رحمانی کی شخصیت میں بھی رچ بس گیا ہے، اور کم عمری سے ہی جلسوں کو خطاب کرنا شروع کردیا تھا۔اس پر مستزاد یہ ہے کہ تقریر وخطابت اور زور بیاں کے لیے جس قدر اوصاف ولوازم ضروری ہیں وہ سب ان میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

حضرت امیر شریعت کو بارہا ہزاروں لاکھوں کے مجمع سے خطاب کرنا پڑتا ہے، اگر ان خطبات کو جو انہوں نے اب تک مختلف مواقع پر دیئے ہیں، جمع کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہوسکتی ہیں۔بحمداللہ احقر نے اس پر کام شروع کر دیا ہے اور ’’خطبات ولی‘‘ کی پہلی جلد دیدہ زیب اور عمدہ طباعت کے ساتھ چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔

آپ اپنے خطبات میں اسی موضوع کا انتخاب کرتے ہیں جس کو خود محسوس کرتے ہیں اور ملک وملت کے لیے ضروری سمجھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت والا کی بیشتر تقریریں ان کے طبعی احساس اور ملک وقوم کی عام ضرورت اور حالات کے لحاظ سے مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں۔کہیں پھول کے شبنم تو کہیں آگ کا شعلہ، کہیں دریا کی روانی تو کہیں سمندر کی گہرائی، کہیں صوراسرافیل تو کہیں کلام نرم ونازک ، جو دلوں کو گرماتی ہیں، دماغوں کے دریچے کھولتی ہیں، فکروعمل میں توانائی بخشتی ہیں اور ملک وملت کے حالات ومسائل سے بروقت باخبر کرتی ہیں۔آپ کی تقریریں دشمن واغیار کے خرمن پر بجلی بن کر گرتی ہیں۔تصوف وسلوک کا موضوع ہو یا علم وادب کا، سیاست وصحافت کا پہلو ہو یا تاریخی وقانونی نوعیت کا، معاشرتی واصلاحی تقریر ہو یا فن حدیث وتفسیر ہر موضوع پر حضرت والا کی تقریر حسن بیان اور زور خطابت کا عمدہ نمونہ پیش کرتی ہے۔حضرت مولانا محمد ولی رحمانی کے خطبات کے امتیازات واوصاف کو ہم مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

معلومات:۔ خطاب خواہ کسی بھی موضوع پر ہو، مواد اور علمیت سے بھر پور ہونی چاہئے ، اگر تقریر علم وحکمت سے خالی ہوگی تو بے اثر ہوجائے گی۔حضرت مولانا کی تقریریں معلومات کا خزانہ ہے، بات معلومات اور دلائل کے ساتھ پیش کرتے ہیں، چونکہ علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ تاریخ اور سماجی علوم پر بھی ان کو دستگاہ حاصل ہے، اس لیے ان کی باتوں میں ثابت قدمی اور اولعزمی کی کیفیت نمایاں رہتی ہے، بے یقینی کی کیفیت نہیں پائی جاتی ہے، وہ جس راہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں پورے یقین، عزم اور ٹھوس علمی وتجرباتی بنیاد پر۔

’’یاد رکھئے، اجتماع جیسا بھی ہو فرد کے حوصلے اور طاقت کو بڑھاتا ہے، دس ملتے ہیں تو ہر کوئی کچھ زیادہ ہی اپنے کو طاقتور پانے لگتا ہے، یہ عام مزاج ہے، اور یہی انسان کی نفسیات ہے، ایثار پسندوں کی جماعت، وفاشعاروں کا قافلہ، علم دین کے مسافر کا کارواں یہاں جمع ہے، یہ اجتماع ایثارو وفا اور دین کی راہ میں نئے نقوش ابھار سکتا ہے، پرانے کاموں کو عزم تازہ، اور پرانی قدروں کو نئی زندگی دے سکتا ہے، آپ کا یہ اجتماع منظّم اور مربوط شکل لے سکے، تو یقین کیجئے، صحیح سمت میں مضبوط اجتماعی طاقت تیار ہوسکتی ہے، اور بکھرے ہوئے موتی سے ایسی تسبیح تیار ہو سکتی ہے جو اپنی تاثیر اور فائدہ پہونچانے کے لحاظ سے ماضی کی روایتوں کی امین ہوگی، اور پرانی قدروں کو نئی تازگی دے سکے گی۔‘‘

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں ☆☆☆ موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

(خطبات ولی، جلد اول:ص:106)

حضرت مولانا کی نظر گہری اور فکر بلند ہے، عالمی منظر نامہ سے واقف، ملکی وقومی سیاست کے نشیب وفراز سے باخبر اور دشمنوں کی ریشہ دوانیوں اور اغیار کی کارستانیوں سے ہوشیار، آپ ملت کی کشتی کو بھنور سے نکال کر ساحل مراد تک پہونچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہتے ہیں، ملک میں مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں اور سوتیلا رویہ کے خلاف ہمیشہ سینہ سپر رہتے ہیں۔ہندوستان کی مٹتی ہوئی گنگا جمنی تہذیب، دم توڑتی ہندو مسلم اتحاد ویگانگت، جمہوری اقدار کی پامالی اور سیکولر روایت کی بے حرمتی سے آپ سخت نالاں ہیں، اس کی بقا وحفاظت کے لئے آپ نے ہمیشہ قوم کو جگایا، عوام الناس اور صاحب اختیار واقتدار کو متنبہ کیا، کہ اس سے ہندوستان کی ساخت کمزور ہوگی، ملک کی عظمت ملیامیٹ ہوجائے گی، ایسے مواقع پر خطاب کرتے ہوئے آپ ایک خطیب، ایک مصلح، ایک قائد کی حیثیت سے بہت اونچے مقام پر فائز نظر آتے ہیں، جمہوریت آپ کی نظر میں خدا کی نعمت ہے، اور جمہوری ملک میں حقوق کی بازیابی کے لئے رائے عامہ ہموار کرنے اور جمہوری طرز پر احتجاج کے بھی آپ قائل ہیں۔اپنی تقریروں میں مسلمانوں کو سیاسی طور پر مضبوط ومستحکم ہونے کی دعوت دیتے ہیں اور سیاسی وزن وقار بڑھانے کے لیے اتحاد ویکجہتی پر زور دیتے ہیں۔2015 کے عام انتخاب میں بی جے پی بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئی، بی جے پی اپنی حکمت اور منظّم پلاننگ کے تحت مسلمانوں کو منتشر کرکے ان کے ووٹ کی قیمت اور طاقت کو بے وزن کر دیا۔انتخاب کے بعد ملک کا اقلیتی طبقے خاص طور پر مسلمانوں میں خوف وسراسیمگی کا ماحول تھا، آپ نے ان حالات میں مسلمانوں کو خطاب کیا، اور ڈر وخوف کی سیاست سے باہر نکلنے کا حوصلہ بخشا، ساتھ ہی مسلمانوں کو سیاسی وزن بڑھانے پر زور دیتے ہوئے کہا۔

’’جس ملک میں ہم اور آپ سانس لے رہے ہیں، وہاں سیاسی وزن کے بغیر ملت کی پر وقار زندگی اور مضبوط معاشرہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا، ابھی جو سیاسی عمل جاری ہے، اور صوبوں اور مرکز کی حکومت کے بننے اور بگڑنے کا جو بھی سلسلہ ہے، اس میں مسلمان بحیثیت ملت اپنا وجود اور اپنا وزن محسوس نہیں کرا سکے، حکومت بن رہی ہے، ٹوٹ رہی ہے، مگر ہم آپ بحیثیت ملت کہیں نہیں ہیں۔اگر ہم میں اقتدار کو متاثر کرنے کی صلاحیت نہیں ہوگی تو ہم اسلامی معاشرہ کی حفاظت نہیں کرسکتے ، اور دینی اور اجتماعی تشخص بھی برقرار نہیں رکھ سکتے ، عددی اکثریت کا کھیل اپنے اندر بڑی طاقت رکھتا ہے، ہمیں اسے سمجھنا ہوگا۔

دیکھ لیجئے ! آج اقلیتوں کے نام پر پورا ڈرامہ رچا جارہا ہے، مگر انہیں کوئی پوچھ نہیں رہا ہے ، نہ وہ پوچھوانے کی صلاحیت پیدا کررہے ہیں، اور جب وہ اس الٹ پھیر میں باوزن نہیں ہیں حکومت میں بھی باوزن نہیں ہوسکتے ، اور نہ اپنے حقوق کو اس الٹ پھیر کے بیچ سے حاصل کرسکتے ہیں، اس لئے اپنے وجود کے لئے آئینی سماجی ، دینی ، سیاسی اور اجتماعی حقوق کے لئے ضروری ہے کہ سیاسی عمل کی طرف ملت کے قدم بڑھیں۔‘‘

(خطبات ولی، جلد اول۔ص:166)

جرأت وحوصلہ مندی: حضرت والا کے خطبات کا ایک اہم وصف صاف گوئی اور بے باکی ہے، وہ بات جو عام قائدین دبی زبان یا اشارے کنایے میں کرتے ہیں بلکہ بسا اوقات بند کمروں میں بھی کرنا پسند نہیں کرتے وہی بات آپ برسرعام کرتے ہیں، ڈنکے کی چوٹ پر کرتے ہیں، کسی سے مرعوب ہونا آپ نہیں جانتے ، ڈر اور خوف آپ کو چھوکر بھی نہیں گزرتا، دل کی بات دل والوں کے سامنے بلا کسی خوف وتردید کے کہ دیتے ہیں ، معاملہ خواہ اہل اقتدار واختیار کا ہو یا اہل ثروت وقوت کا آپ کی زبان وہی بولتی ہے جسے آپ سچ جانتے ہیں۔آپ کا طرز عمل یہ ہے:

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق ☆☆☆ یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

آزاد ہندوستان میں جب پہلی مرتبہ بی جے پی اقتدار میں آئی تھی اس وقت مرکزی وزاراتی گروپ کی ایک رپورٹ سامنے آئی۔جس میں دہشت گردی کا تار مدارس اسلامیہ سے جوڑا گیا تھا اور مدارس کو دہشت گردی کا اڈہ بتلایا گیا تھا، آپ نے ان ماحول میں مدارس کے ناموس کی حفاظت کے لئے ۳ فروری ۲۰۰۲ کو شہر مونگیر میں ’’ناموس مدارس اسلامیہ کنونشن‘‘ منعقد کیا، جس میں ملک بھر سے سیکڑوں علماء و ذمہ داران مدارس اور مندوبین نے شرکت کی۔اس موقع پر آپ نے صدارتی خطاب کرتے ہوئے وہ تاریخی جملہ کہا جس کے بعد مدارس کے خلاف آواز بلند کرنے والوں کا لہجہ بدلا اور مدارس کے خلاف چلنے والی دھار کند ہوئی۔ملاحظہ ہو آپ کے خطاب کا وہ اقتباس:

’’وہ لوگ جو نفرت اور تشدد کی آبیاری کرتے رہے ہیں، جنہوں نے فرقوں اور طبقوں کی خلیج کو گہرا کر کے اقتدار کی سیڑھیوں پر چڑھنے کی مشق کی ہے، وہ سیاسی مفاد کی خاطر مدرسوں پر الزامات کی بوچھار کررہے ہیں۔جب کہ ان کے پاس کوئی دلیل کوئی ثبوت نہیں ہے، مگر کیا کہا جائے ، جنہوں نے ذاتی آرام کی خاطر آزادی وطن کے کارواں میں شریک ہونا گوارہ نہیں کیا، اور معافی نامہ داخل کر کے برٹش حکومت کی گرفت سے دور رہے، جنہوں نے دہشت گردی تحریک کی آبیاری کی ، جو آزاد ہندوستان میں دہشت گردی اور مجرمانہ سرگرمیوں کے کیس میں ماخوذ ہوئے اور جیل گئے ، وہ افراد اور وہ ذہنیت ان مدرسوں اور ان کے علماء کو مجرم ثابت کرنا چاہتی ہے، جن مدرسوں اور علماء نے ملک کی آزادی کی جدوجہد میں سرفروشانہ حصہ لیا اور جنہوں نے آزاد ہندوستان میں نئی نسل کی تعمیر، تعلیم اور تہذیب کی بیش بہا خدمت انجام دی ہے۔‘‘ (خطبات ولی، جلد اول ص:۳۹،۴۰)

۱۳ اپریل ۲۰۰۲ کو دارالعلوم دیوبند میں مدارس اسلامیہ کے نمائندوں کا کل ہند اجلاس ہوا، آپ نے اس اجلاس میں اس وقت کے وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

’’جناب والا، آپ کے ہاتھ پاؤں تو بڑے لانبے ہیں، ہندوستان میں ہزاروں مدارس قائم ہیں، آپ صرف ایک مثال دے دیجئے، کسی مدرسے کے مدرس کی تو بڑی بات ہے، کسی مدرسے کے طالب علم کی، جس نے ملک کا کوئی راز اس پار سے اس پار پہونچایا ہو، اور آزادی کو نصف صدی سے زائد کا عرصہ گذر گیا، اگر مدرسے کا ماحول اور مزاج دہشت گردی کا ہوتا، رائفل، پستول اور بندوق والا ہوتا تو پچاس ساٹھ سال کے عرصہ میں کم ازکم پچاس کیس بھی تو 307 اور 302 کے مدرسے والوں پر چلے ہوتے، آپ مجھے پچاس سال کی پچاس نہیں پچیس ہی مثال دکھلا دیجئے، مدرسے میں بھی نوجوان رہتے ہیں، ہمت والے رہتے ہیں، ان کے جسم میں بھی خون ہوتا ہے، وہ بھی گرماتا ہے، اس کے برعکس کوئی یونیورسیٹی اس ملک میں ایسی نہیں ہے جہاں قتل نہ ہوتا ہو اور کوئی ایسی یونیورسٹی نہیں ہے جہاں 302 اور 307 کے کیسز نہ چلتے ہوں۔‘‘ (ایضا،ص:29,30)

دردمندی وفکرمندی: خطابت خواہ کتنی ہی زوردار اور لچک دار کیوں نہ ہو، اگر دردمندی، فکرمندی اور دل سوزی سے خالی اور عاری ہوگی تو سامعین کے دل پر گہرا نقش قائم نہیں کرسکتی اور نہ دلوں کو موم بنا سکتی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

حضرت مولانا فضل الرحمٰن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا نورالحق رحمانی،استاذ المعہد العالی امارت شرعیہ

۲۰۱۵ء میں بہار کے بزرگ عالم دین اورکہنہ مشق مدرس اور ہم لوگوں کے استاذ حضرت مولانا فضل الرحمٰن قاسمی اچانک حیدرآباد میں رحلت فرماگئے،وہ تقریبا ۲۴؍سال کے عرصہ سے جنوبی ہند کی مشہور ومرکزی درس گاہ دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد میں درجہ علیا کے استاذ تھےاور تقریباً اتنے ہی عرصہ انہوں نے ریاست کی مشہور ومرکزی دینی درس گاہ جامعہ رحمانی مونگیر میں تدریسی خدمات انجام دی،ہم لوگوں نے ان سے وہیں پڑھا،اس طرح انہوں نے تقریباً نصف صدی تک دین کی بےلوث خدمت اورشرعی علوم کی نشرواشاعت کا فریضہ انجام دیا،ان کے شاگردوں کی تعداد ہزار سے متجاوز ہوگی،جوملک وبیرون ملک میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں اوران کے لیے صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مولانا مرحوم ازہرالہند دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فاضل تھے اورمحدث کبیر حضرت مولانا سید فخرالدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم وسابق صدر جمعیۃ علماء ہند کے بالکل ابتدائی دور کے شاگرد تھے،ان کے رفقائے درس میں حضرت مولانا ریاست علی بجنوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تھے۔

دارالعلوم سبیل السلام میں بخاری جلد ثانی کا درس شروع سے ان سے متعلق رہا،اس کے علاوہ دیگر علوم وفنون بھی پرھاتے رہے،وہ طلبہ میں کافی مقبول تھےاوردرس کے ساتھ صلاح وتقویٰ میں بھی ممتاز تھے،ہم لوگوں کی طالب علمی کے زمانے میں جامعہ رحمانی مونگیر میں پانچ سینئر اساتذہ دورۂ حدیث کی کتابیں پڑھاتے تھے: شیخ الحدیث حضرت مولانا شمس الحق صاحب،حضرت مولانا اکرام علی صاحب،حضرت مولانا حسیب الرحمٰن قاسمی صاحب اور حضرت مولانا صغیر احمد رحمانی اوریہ۔

مولانا مرحوم سے میں نے دوکتابیں پڑھی: شروع میں کافیہ اور ہفتم کے سال میں ہدایہ رابع،ان کی زبان بہت شیریں اورصاف ستھری تھی،بہت مرتب بولتے تھےاور پڑھانے سے قبل اچھی طرح مطالعہ کرتے تھےاور کتابیں حل کراتے تھے،طبیعت میں ماشاءاللہ نظافت اورستھرائی تھی،چہرہ بھی نورانی تھا،ان کے کمرے میں سامان اور چیزیں ترتیب اورقرینے سے رکھی ہوتیں،نفاست پسند اور پاکیزہ ذوق کے آدمی تھے۔

مولانا مرحوم مضمون نگاری کا ذوق بھی رکھتے تھے۔جامعہ رحمانی مونگیر سے ہم لوگوں کی طالب علمی کے زمانے میں ماہنامہ صحیفہ جاری ہواتواس میں بھی ان کے مضامین شائع ہوتے،سیرت نمبر میں تربیت کا پیارا طریقہ کے عنوان سے ان کا مضمون اسی زمانہ میں پڑھا تھا،امارت شرعیہ کی طرف سے ان کے دو رسالے امیر شریعت رابع رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے ہی میں شائع ہوئے تھے۔ایک عشر کتاب وسنت کی روشنی میں،جسے پڑھنے کا بھی اتفاق ہوااوردوسرا رسالہ اسرائیل اسٹیٹ منزل بہ منزل کے نام سے شائع ہوا،جواب نایاب ہے،کاش کہ امارت کی طرف سے دوبارہ ان کی اشاعت ہوجائے،دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد سے صفا نامی سہ ماہی مجلّہ نکلتا ہے،اس میں ان کی تحریر پڑھنے کوملی،خصوصا اس کے خصوصی شمارہ فقہ اسلامی نمبر میں جو چوتھے فقہی سمینار کے موقع سے مولانا رضوان القاسمی مرحوم اورمولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ کی ادارت میں نکلتا تھا،بہرحال ان میں لکھنے کا بھی اچھا ذوق تھا،لیکن انہوں نے اس طرف زیادہ توجہ نہیں دی اورتدریسی خدمت کو بہتر طور پر انجام دینے کے لیے اسی طرف اپنی توجہ کومرکوز رکھی۔

تحریر بھی ان کی پاکیزہ تھی،جب ٹھہر کر لکھتے تو بہت عمدہ لکھتے،۱۹۷۶ء میں جب موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ حج کے پہلے سفر سے واپس آئے تو جامعہ رحمانی کے اساتذہ وکارکنان کی طرف سے ان کی دعوت ہوئی،جس میں انہوں نے سفر کویت اورسفر حج کے تأثرات بھی بیان فرمائے،اس موقع سے ان کی خدمت میں جوسپاس نامہ پیش کیا گیا تھا،وہ انہیں کا تیار کردہ تھااور بہت جامع تھا،اس میں ان کی خوبیوں اورکمالات کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ جمع کیا گیا تھا،یہ وہاں میری تدریس کا پہلا سال تھا،اسی طرح استاذ محترم حضرت مولانا شفیق عالم قاسمی مدظلہ سابق نائب ناظم جامعہ رحمانی کے حجرے میں ایک سپاس نامہ آویزاں تھا،جوانہیں سفر حج سے واپسی کے بعد اساتذہ جامعہ کی طرف سے خصوصی نشست میں پیش کیا گیا تھا،وہ بھی انہیں کی پاکیزہ اورخوبصورت تحریر میں تھا،ممکن ہے وہ مضمون بھی انہیں کا تیار کردہ ہو۔

مونگیر سے جانے کے بعد بھی جامعہ رحمانی اوراس کے ذمہ داروں سے ان کا مخلصانہ ربط وتعلق قائم رہا اور وقتا فوقتا وہاں جاتے رہے،خصوصاً موجودہ امیر شریعت مدظلہ سے ان کے دوستانہ مراسم تھے۔چند سال قبل جب وہ مونگیر سے ہوتے ہوئے شروع سال میں تشریف لائے تو امارت شرعیہ کے مہمان خانہ میں قیام تھا،صبح ہم لوگوں سے ملنے کے بعد المعہد العالی تشریف لائے،دیر تک گفتگو ہوئی،پھر میری طرف ایک کیلنڈر بڑھاتے ہوئے کہا کہ لیجئے یہ آپ کی مادر علمی کا کیلنڈر رہے۔

جامعہ رحمانی مونگیر کی تدریس کے زمانے میں جو ۱۹۷۶ سے ۱۹۸۶ تک کا زمانہ ہے،مجھے وہاں اپنے تمام اساتذہ کی شفقت وعنایت حاصل رہی اوران کی طرف سے ہمیشہ ہمت افزائی ہوتی رہی،جن میں موجودہ امیر شریعت مدظلہ کے علاوہ درجہ علیا کے وہ اساتذہ ہیں جن کا پہلے تذکرہ آیا۔

جامعہ رحمانی میں طلبہ کی عربی انجمن النادی العربي ہے،جس میں طلبہ عربی میں تقریر وتحریر کی مشق کرتے ہیں، اس کی نگرانی کی ذمہ داری اس عاجز ہی پر رکھی گئی تھی،شروع سال میں اس کی افتتاحی نشست تھی،جو اس عاجز ہی کے کمرے میں نیچے والی منزل میں تھی،مولانا محمد نعیم رحمانی موجودہ استاذ جامعہ رحمانی بھی اس نشست میں موجود تھے(اس کے اگلے سال استاذ کی حیثیت سے ان کی بحالی ہوئی) مولانا محمد ظاہر قاسمی کا کمرہ اسی سے متصل تھا،مولانا قاسمی اتفاق سے کسی ضرورت سے وہاں پہنچے،نشست کا آخری مرحلہ تھا،جس میں طلبہ سے میری عربی میں گفتگو ہورہی تھی،بات ذرا لمبی اور تفصیلی ہوگئی اوروہ بیٹھے ہوئے اخیر تک سنتے رہے،بعد میں کسی اورموقع پرانہوں نے مجھ سے اس کا تذکرہ کیا،اس پروگرام کوسراہااور میری خوب خوب ہمت افزائی کی،مونگیر کے بعد میں جب اپنے گھر کے قریب ایک مدرسہ میں تھا تو وہاں بھی ان کا خط آیا،میں نے جوابی خط میں ان کا شکریہ ادا کیا،یہ بھی مجھ سے محبت اور تعلق ہی کی بات تھی،تقریبا سات سال قبل حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے اپنے المعہد العالی الاسلامی میں سیرت کانفرنس منعقد کی تھی،جس میں یہ عاجز بھی مدعو تھا،سیمنار کے اختتام کے بعد دارالعلوم سبیل السلام حاضری ہوئی تو مولانا نے اپنے ڈیرے پر اس عاجز کو ناشتہ پر مدعو کیا اور دیر تک گفتگو فرماتے رہے،اس طرح کی محبت اور ذرہ نوازی ان کی خصوصیت تھی۔

مولانا موصوف بہار ہی کے تھے،ان کا آبائی وطن دربھنگہ ضلع کے جالے بلاک میں ریورہ نامی بستی ہے جو حضرت مولانا مجاہدالاسلام قاسمی سابق قاضی القضاۃ امارت شرعیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بستی جالے سے بالکل متصل ہے،حضرت مولانا بدرالحسن قاسمی حال مقیم کویت اسی گاؤں کے ہیں اوران کے شاگرد ہیں،خود حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی بھی ان کے شاگرد ہیں اوراس طرح کے نہ جانے کتنے علماواساتذہ ہیں،جنہیں ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔

مولانا ایک اچھے خاندان کے چشم وچراغ تھے،ان کے چھوٹے بھائیوں میں پروفیسر جناب لطف الرحمٰن مرحوم زیادہ مشہور ومتعارف ہیں،جونتیش کمارجی کی پہلی حکومت میں ریاست کے وزیر رہ چکے تھےاورشعروادب کا اچھا ذوق رکھتے تھے،ان کا کئی مجموعہ کلام بھی منظر عام پرآچکا ہےاوروہ مولانا کے سمدھی بھی تھے،مولانا کے بڑے صاحبزادے بھائی مسعود سے ان کی بچی کی شادی ہے۔اس کے علاوہ اورچھوٹے بھائی بھی کسی سرکاری سروس میں ہیں اورمولانا مرحوم کی دو بچیاں دہلی اور جمشید پور میں ہیں اور ماشاءاللہ سب اچھے حال میں ہیں،لڑکے ایک ہی ہیں،جوسب سے بڑے ہیں،ایک عرصہ تک سعودی عرب کی کسی کمپنی میں ملازم رہے،اب حیدرآباد آگئے ہیں۔

امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہواتو ساتویں امیر کے انتخاب کے لیے ارریہ میں اجتماع منعقد کیا گیا،اس کے لیے انہیں بھی دعوت دی گئی توانہوں نے بذریعہ ٹرین حیدرآباد سے پٹنہ کا لمبا سفر کیا،جبکہ ان کی عمر ۷۵؍اور۸۰؍سال کے درمیان تھی،پھر گھٹنوں کے درد کی وجہ سے چلنے میں دشواری ہوتی اورکسی کے سہارے کی ضرورت پڑتی،رات کودس بجے کے بعد امارت شرعیہ پہونچے،مجھے اسی وقت فون کیا،فجر کے بعد مہمان خانہ میں ملاقات اور بات چیت ہوئی،پٹنہ کٹیہار انٹرسٹی سے امارت شرعیہ کے وفد کے ساتھ سفر ہوا،عاجز بھی ساتھ تھا،گاڑی کٹیہار تاخیر سے پہونچی،رات کے کھانے کا انتظام دارالقضاء کٹیہار میں تھا،کٹیہار اسٹیشن سے دارالقضاء کی بلڈنگ لیجایا گیااور کھانے بعد بذریعہ بس ارریہ لیجایا گیا،رات کے تقریبا ڈھائی بج گئےاور قیام کا انتظام جس ہوٹل میں تھا،وہ دارالعلوم رحمانی سے ذرا فاصلے پر تھا،رات وہیں گذار کر فجر کے بعد ہوٹل لیجایا گیا تو حسن اتفاق سے ان کا اور میرا قیام ایک ہی روم میں تھا،بڑے خوش ہوئے کہ چلئے آپ میرے ساتھ ہیں،تھوڑی دیر آرام کیا،پھر ناشتہ کے بعد بذریعہ بس دارالعلوم رحمانی لایا گیا،جہاں انتخابی اجلاس کا نظم تھا،دعوت نامہ اورکوپن کے ذریعہ ہال میں داخلہ ہوا،میں ہرجگہ ان کے ساتھ رہا،پھر اجلاس کی کارروائی سے قبل ان کے نام کا اعلان ہواتو انہیں اسٹیج پر پہنچادیا،اجلاس ختم ہونے کے بعد نماز اور پھر دن کے کھانے کی باری آئی،کھانا سے فارغ ہوتے ہوئے عصر کی اذان ہوگئی،نماز کے بعد اب اجلاس عام میں شرکت کے لیے اسٹیج پر جانا تھا؛مگر عوام کی بھیڑ اتنی تھی کہ گاڑیوں کا راستہ بند ہوگیا،ارریہ میں میں نے انہیں ان کے بہت سے پرانے شاگردوں سے ملاقات کرایا،جن میں بہت سے بوڑھے ہوچکے تھے۔مغرب کے بعد خیال ہوا کہ انہیں ہوٹل پہنچادیں؛ تاکہ کچھ آرام کرسکیں؛مگر کوئی سواری نہیں،خیال آیا کہ اسٹیج پر پہنچ جائیں تو وہاں سے ہوٹل جانے کی صورت نکل آئے گی،کچھ رضاکار نوجوان نظر آئے تو ان کو تیار کیااوردو نوجوانوں نے ان کو سہارا دے کر اسٹیج تک پہنچادیا،وہاں جلسۂ عام میں تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد ہم لوگ گاڑی سے ہوٹل آگئے؛ کیوں کہ سیمانچل سے واپسی کا ٹکٹ تھا؛مگر گاڑی سات آٹھ گھنٹے لیٹ تھی؛اس لیے واپسی کوچ بس سے ہوئی جوپھلواری سے آئی تھی،اس پورے سفر میں میں ان کے ساتھ رہااوراللہ نے کچھ خدمت کا موقع دیا،یہ بہار کاان کا آخری سفر تھا،حیدرآباد واپسی کے کچھ ہی دن بعد انتقال کی خبر آئی تو یہاں لوگوں نے ان کے لیے دعا،ایصال ثواب کیا،ارریہ سے واپسی کے بعد بھی وہ پٹنہ میں کئی دنوں مقیم رہے،سپنا اپارٹمنٹ میں ان کی بہواور صاحبزادے تھے،ایک دن وہاں رہے،پھر یہاں امیر شریعت کے لیے مجلس استقبالیہ رکھی گئی تو اس میں بھی وہ شریک ہوئے اورخطاب فرمایا۔

دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد کے کیمپس میں اساتذہ کے لیےکواٹر بنے ہوئے ہیں،اسی میں ان کا قیام تھا،فجر کی نماز کے بعد معمول کے مطابق وہ درس دینے کے لیے درس گاہ آنے کی تیاری کررہے تھے کہ اچانک بےہوشی طاری ہوئی،ہوسپٹل پہنچایا گیا؛مگر راستہ ہی میں انتقال ہوگیا۔

نماز جنازہ دارالعلوم کے کیمپس ہی میں ادا کی گئی اورقریب کے کسی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔اللہ ان کی بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اوران کی بشری خطاؤں اورلغزشوں کو اپنے فضل وکرم سے معاف فرمائے،جن سے کوئی بشر خالی نہیں ہوتا،اس سے بڑی سعادت اورکیا ہوگی کہ پوری زندگی ہی علم دین اورعلم نبوت کی خدمت اوراشاعت میں گذری،ایں سعادت بزور بازو نیست،تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔ایک عالم کی موت کو عالم کی موت کہا گیا ہے،خصوصا ایسے مخلص بافیض اورعالم باعمل کا اٹھ جانا نہ صرف متعلقہ ادارے کے لیے بلکہ پوری امت کے لیے ایک عظیم حادثہ ہے،اللہ امت کوان کا بدل عطا فرمائے۔آمین

امریکی جیلوں میں قبولِ اسلام کی لہر

عارف عزیز (بھوپال)

امریکی جیلوں میں ۲۰۰۳ء کے اعداد وشمار کے مطابق مسلمان قیدیوں کی تعداد کوئی ساڑھے تین لاکھ کے قریب تھی، دلچسپ بات یہ ہے کہ ان جیلوں میں سب سے بہتر صورت حال میں مسلمان قیدی ہیں، کیوں کہ وہ کسی سے لڑائی بھڑائی میں نہیں پڑتے اور قانون کی پاسداری کرتے ہیں؛ تاہم خود کو دیگر جرائم پیشہ گروہوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک گروپ کی صورت میں رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل کی بات ہے کہ نیویارک کے رہنے والے ایک مسلمان کو کسی وجہ سے چند برسوں کے لیے جیل جانا پڑا، یہ صاحب کامریڈ قسم کے مسلمان تھے؛ لیکن جیل جاکر وہ نہ صرف پابند صوم وصلوٰۃ مسلمان بن گئے؛ بلکہ انہیں مسلمان قیدیوں کا لیڈر بھی تسلیم کر لیا گیا اور جب وہ اپنے کمپاؤنڈ سے نکلتے تو اُن کے ہاتھوں میں قرآن ہوتا، مسلمان قیدی ان کے گرد جمع رہتے اور کسی میں جرأت نہ ہوتی کہ ان مسلمان قیدیوں کی جانب کوئی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے، یہ وہ تحفظ تھا کہ جو جیلوں میں قید مسلمان دوسرے امریکی قیدیوں کو بھی فراہم کرتے تھے۔

یہ صورت حال صرف نیویارک کی جیل کی نہیں تھی؛ بلکہ بیشتر امریکی جیلوں میں یہی صورت حال تھی، چھوٹے موٹے جرم میں قید کئے جانے والے عام قیدیوں کی بھی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے تحفظ کے لیے مسلمان قیدیوں کی پناہ میں آجائیں، اس کوشش کا ہی نتیجہ ہے کہ امریکی جیلوں میں قبول اسلام کا تناسب بہت بڑھ گیا ہے۔

یوں تو امریکہ میں کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے برعکس سب سے زیادہ قیدی ہیں، اعداد وشمار کے مطابق ان قیدیوں کی تعداد ۱۲؍ملین سے تجاوز کرچکی ہے، سفید فام امریکیوں کے مقابلے میں سیاہ فام امریکی قیدیوں کا تناسب چھ گنا زائد ہے۔ مسلمان قیدیوں کی نمایاں تعداد اور ان کی قانون پسندی انہیں جیل کے بہترین قیدیوں کا درجہ دیتی ہے، ان کے حسن سلوک اور لوگوں کو تحفظ فراہم کرنے کی وجہ سے بہت سے لوگ ان کے قریب آئے اور امریکہ میں ترک مذہب کرکے مسلمان ہونے والے ان قیدیوں میں بڑے بڑے امریکی نومسلموں کے نام آتے ہیں، جن میں سب سے بڑا نام میلکم مارشل کا ہے، جو کہ سیاہ فام امریکیوں کے قائد تھے اور ان کی یاد آج بھی امریکہ میں سرکاری سطح پر منائی جاتی ہے۔

امریکی جیلوں کے ان تجربات سے واضح ہوتا ہے کہ لوگوں کو قید کردینا مسئلہ کا حل نہیں انہیں لڑائی سے باز صرف ایک ہی صورت میں رکھا جاسکتا ہے کہ انہیں زندہ رہنے کے اعلیٰ مقصد سے متعارف کرایا جائے، بے مقصد زندگی ظاہری مفادات کے لئے ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے لیے تیار کرتی ہے۔ جیلوں میں قید مسلمانوں کے اس رویے کی وجہ سے پالیسی سازوں کو فکر لاحق ہوگئی ہے اور وہ سمجھنے لگے ہیں کہ امریکی جیل مسلمانوں کے لئے نرسری بن چکے ہیں، جہاں سے اسلام قبول کرکے عملی زندگی میں آنے والے امریکی مثالی کردار کا مظاہرہ کررہے ہیں۔

تمام تر سہولتوں اور جدید ترین ٹیکنالوجی اور مہارت کے باوجود امریکہ میں جرائم کی شرح میں اضافہ کی ایک بنیادی وجہ ملک میں ٹوٹتا ہوا خاندانی نظام بھی ہے چونکہ بکھرتے ہوئے خاندانی نظام کا شکار یہاں امریکہ میں مقیم مسلمان بھی ہورہے ہیں؛ اس لیے اُن میں اپنے خاندانی نظام کو بچانے کی فکر بھی موجود ہے۔

مسلمانوں کی ایک بڑی تنظیم اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ مسلمانوں کی قوت کا مظاہرہ کرنے اور اپنی کمیونٹی کو ثقافتی پس منظر سے جڑے رہنے میں مدد دینے کے لئے اقدامات کرتی رہتی ہے، اس سلسلے میں یہ تنظیم ہر سال امریکہ کے ایک درجن کے قریب بڑے شہروں میں واقع ایڈونچر سینٹرز کو جسے یہاں سکس فلیگ کے نام سے پہچانا جاتا ہے، ایک دن مسلمانوں کے لیے مخصوص کرتی ہے، مقامی انتظامیہ کا بھی انہیں مکمل تعاون حاصل رہتا ہے۔ اس دن تفریح کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ایک خاندان کے طور پر قریب لانے کے لیے ماحول ترتیب دیا جاتا ہے، یہ اپنی نوعیت کا متنوع اجتماع ہوتا ہے کہ جو مسلمان کمیونٹی یہاں منعقد کرتی ہے، جس میں ہر رنگ و نسل اور ہر زبان ہی نہیں؛ بلکہ ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع نظر آتے ہیں۔

اس رویہ نے کم از کم مقامی سطح پر اس تاثر کو زائل کردیا ہے کہ مسلمان نہایت خشک اور تفریح سے ماوراقوم ہے۔

سپریم کورٹ کے حکم سے تقریباً بیس لاکھ آدیواسی ہوسکتے ہیں زمین سے بے دخل

کبیر اگروال

گزشتہ بدھ کو یہ خبر آئی تھی کہ سپریم کورٹ نے تقریباً دس لاکھ سے زیادہ آدیواسیوں اور جنگل میں رہائش پذیر لوگوں کو جنگل کی زمین سے بے دخل کرنے کا حکم دیا ہے۔ عدالت کے حکم کے مطابق، جن فیملیوں کے جنگل کی زمین کے دعووں کو خارج کردیا گیا تھا، ان کو ریاستوں کے ذریعے اس معاملے کی اگلی سماعت سے پہلے بے دخل کیا جانا ہے۔ حالانکہ کورٹ کے حکم کی وجہ سے تقریباً بیس لاکھ آدیواسی اور جنگل میں رہائش پذیر فیملی متاثر ہوسکتے ہیں۔ یہ اعداد وشمار قبائلی معاملات کی وزارت کے ذریعے جمع اعداد وشمار کے مطابق ہے۔ وزارت کے مطابق ۳۰؍نومبر ۲۰۱۸ء تک ملک بھر میں 19.39 لاکھ دعووں کو خارج کردیا گیا تھا۔ کانگریس کی قیادت والی یو پی اے حکومت کی پہلی مدت کار میں پاس ہونے والے فاریسٹ رائٹس ایکٹ (ایف آر اے) کے تحت حکومت کو طے شدہ معیار کے مطابق آدیواسیوں اور دیگر جنگل میں رہائش پذیر کو روایتی جنگل کی زمین واپس سونپنا ہوتا ہے۔ ۲۰۰۶ء میں پاس ہونے والے اس ایکٹ کی متعلقہ افسروں کے ساتھ وائلڈ لائف گروپوں اور نیچرلسٹوں نے مخالفت کی تھی۔ جنگل میں رہائش پذیر لوگوں کی ایک قومی تنظیم ''کیمپین فار سروائیول اینڈ ڈگنٹی'' کے سکریٹری شنکر گوپال کرشنن کے مطابق، یہ حکم ان ریاستوں کے لئے نافذ ہوتا ہے جس کو سپریم کورٹ کے ذریعے ذاتی طور پر نشان زد کیا گیا ہے۔ حالانکہ آنے والے وقت میں یہ تعداد اور بڑھے گی۔

انہوں نے میڈیا کو بتایا، جیسے ہی دیگر ریاستیں عدالتوں میں اپنا حلف نامہ دائر کریں گی، ان کے لئے بھی ممکنہ طور پر ایسا ہی حکم منظور ہوگا اور اس طرح متاثر ہونے والوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ گوپال کرشنن نے کہا کہ فاریسٹ ڈپارٹمنٹ کے ذریعے آدیواسیوں کو زمین سے بے دخل کرنے کے لئے اس حکم کا غلط استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔ عدالت کا یہ حکم ایک وائلڈ لائف گروپ کے ذریعے دائر کی گئی عرضی کے پیش نظر آیا ہے جس میں اس نے ایف آر اے کے جواز پر سوال اٹھایا تھا۔ درخواست گزار نے یہ بھی مانگ کی تھی کہ وہ تمام لوگ جن کے روایتی جنگل کی زمین پر دعوے قانون کے تحت خارج ہوجاتے ہیں، ان کو ریاستی حکومتوں کے ذریعے خارج کردیا جانا چاہیے۔ درخواست گزار بنگلورو واقع وائلڈ لائف فرسٹ جیسی کچھ غیر سرکاری تنظیموں کا ماننا ہے کہ یہ قانون آئین کے خلاف ہے اور اس کی وجہ سے جنگلات کی کٹائی میں تیزی آرہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر یہ قانون بچا بھی رہ جاتا ہے تب بھی دعووں کے خارج ہونے کی وجہ سے ریاستی حکومتیں اپنے آپ قبائلیوں کو باہر کردیں گی۔ قبائلی گروپوں کا کہنا ہے کہ کئی معاملات میں دعووں کو غلط طریقے سے خارج کردیا گیا۔ ان کا کہنا ہے کہ اس کا نئے قانون کے تحت تجزیہ ہونا چاہیے جس کو قبائلی معاملات کی وزارت نے اصلاحاتی عمل کے طور پر لایا تھا۔ قانون کے تحت ان کو اپنے آپ باہر نہیں نکالا جاسکتا ہے اور کچھ معاملات میں تو زمینیں ان کے نام پر نہیں ہیں کیونکہ وہ ان کو آبائی جنگل جائیداد کے طور پر ملی ہیں۔

ایف آر اے کے بچاؤ کے لئے مرکزی حکومت نے جسٹس ارون مشرا، جسٹس نوین سنہا اور جسٹس اندرا کی بنچ کے سامنے ۱۳؍فروری کو اپنے وکیلوں کو ہی نہیں بھیجا۔ اسی وجہ سے بنچ نے ریاستوں کو حکم دے دیا کہ وہ ۲۷؍جولائی تک ان تمام آدیواسیوں کو بے دخل کردیں جن کے دعوے خارج ہوگئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی بنچ نے اس کی ایک رپورٹ سپریم کورٹ میں جمع کرنے کو بھی کہا۔ یہ تحریر شدہ حکم ۲۰؍جنوری کو جاری ہوا ہے۔ آدیواسی معاملات کے وزیر کو اس مہینے کی شروعات میں بھیجے گئے ایک خط میں، اپوزیشن پارٹیوں اور زمینی حقوق کارکنان کے گروپوں نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حکومت ہند نے قانون کا بچاؤ نہیں کیا ہے۔ خط میں کہا گیا ہے، پچھلی تین سماعت میں مارچ، مئی اور دسمبر ۲۰۱۸ء میں مرکزی حکومت نے کچھ نہیں کہا ہے۔ اس کے علاوہ گزشتہ ۱۳؍فروری کو ہوئی آخری سماعت کے دوران کورٹ میں سرکاری وکیل موجود ہی نہیں تھے۔

وزیراعظم نریندر مودی کو لکھے خط میں، سابق راجیہ سبھا رکن پارلیمان اور مارکسوادی کمیونسٹ پارٹی کی رہنما برندا کرات نے بھی کہا تھا کہ سپریم کورٹ کے حکم سے متاثر لوگوں کی کل تعداد بہت زیادہ ہوسکتی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ چونکہ 42.19 لاکھ دعووں میں سے صرف 18.89 لاکھ دعووں کو منظور کیا گیا ہے، باقی 23.30 لاکھ دعوے داروں کو حکم کی وجہ سے بے دخل کیا جائے گا۔ انہوں نے مودی سے آدیواسیوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے آرڈیننس منظور کرنے کی گزارش کی ہے۔ (بحوالہ دی وائر)

پلوامہ حملہ؛ کشمیریوں پر تشدد کے معاملہ میں سپریم کورٹ کا نوٹس

پلوامہ دہشت گردانہ حملے کو لے کر کشمیریوں پر تشدد کرنے کے معاملے میں سپریم کورٹ نے نوٹس جاری کیا ہے۔ کورٹ نے مرکز اور ۱۰؍ریاستوں کو نوٹس جاری کیا ہے، کورٹ نے کہا ہے کہ ریاستوں کے نوڈل افسر کشمیری اور دیگر اقلیتوں کے خلاف تشدد اور امتیازی سلوک کو روکیں۔ اس معاملے کی شنوائی کے دوران چیف جسٹس رنجن گگوئی کی صدارت والی بنچ کے سامنے ہندوستان کے اٹارنی جنرل کے کے وینوگوپال نے بتایا کہ اس معاملے میں مرکز پہلے سے ہی سبھی ریاستوں کو صلاح (ایڈوائزری) جاری کرچکا ہے۔ سپریم کورٹ نے ریاستوں کے ڈی جی پی اور چیف سکریٹری کو کشمیریوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے مرکز کے ذریعے جاری کی گئی صلاح کے مدنظر فوری کارروائی کرنے کو کہا ہے۔ اس کے علاوہ کورٹ نے کہا ہے کہ اس کے اس حکم کو ہر جگہ نشر کیا جائے۔ گزشتہ جمعرات کو چیف جسٹس رنجن گگوئی، جسٹس ایل این راؤ اور جسٹس سنجیو کھنہ کی بنچ نے جمعرات کو سینئر وکیل کولن گونجالویز کی اس بات پر توجہ دی تھی کہ عرضی پر فوری سماعت ضروری ہے کیوں کہ یہ طلبہ کی حفاظت سے جڑا معاملہ ہے۔ عرضی میں الزام لگایا گیا ہے کہ پلوامہ دہشت گردانہ حملے کے بعد کشمیری طلبہ پر ملک بھر کے مختلف تعلیمی اداروں میں حملہ کیا جارہا ہے اور متعلقہ اتھارٹی کو اس طرح کے حملے کے خلاف قدم اٹھانا چاہئے۔ واضح ہو کہ جموں کشمیر میں سی آر پی ایف کے قافلے پر دہشت گردانہ حملے میں پینتالیس جوان ہلاک ہوگئے تھے۔ ۱۴؍فروری کو ہوئے اس حملے کی ذمہ داری پاکستان میں واقع دہشت گرد تنظیم جیش محمد نے لی ہے۔ جموں وکشمیر کے سابق وزیراعلیٰ عمر عبداللہ نے پلوامہ حملے کے بعد ملک کے کچھ حصوں میں کشمیریوں کے خلاف ہورہے تشدد پر وزیراعظم نریندر مودی کی خاموشی پر سوال اٹھایا تھا۔ انہوں نے ٹوئٹ کرکے پوچھا تھا کہ وزیراعظم نریندر مودی صاحب کیا ہم کشمیری طلبہ اور دوسروں کو ٹارگیٹ کیے جارہے پری پلانڈ حملوں کی مذمت کے کچھ لفظ سنیں گے یا آپ کی تشویش کشمیر تک محیط نہیں ہوتی ہے۔ وہ سوشل میڈیا پر وائرل ہوئے اس ویڈیو پر تبصرہ کررہے تھے جن میں کشمیریوں کی کولکاتہ میں پٹائی ہوتے دکھایا گیا ہے۔ پلوامہ حملے کے بعد ملک بھر کے کئی علاقوں سے اس طرح کشمیری نوجوانوں کے ساتھ مار پیٹ کے واقعات سامنے آئے ہیں، ہماچل پردیش کے میکلوڈ گنج میں بھی کشمیری نوجوانوں کے ساتھ مار پیٹ کا ویڈیو وائرل ہوا ہے ویڈیو میں کچھ لوگ پولیس جوانوں کے سامنے ہی کشمیری نوجوانوں کے ساتھ مار پیٹ اور بدسلوکی کررہے ہیں۔ ہریانہ کی سواری ٹرین میں دو کشمیری نوجوانوں کی پٹائی کرنے اور گالی گلوچ کرتے ہوئے ان کو دھکا دے کر اسٹیشن پر اتار دیے جانے کا معاملہ سامنے آیا ہے۔ چنڈی گڑھ کے ایک کالج میں ہماچل کے طلبا کے ساتھ کشمیری طلبا کی جھڑپ ہوگئی۔ بعد میں کشمیر کے طلبا کو پولیس کی حفاظت میں گھاٹی کے لیے روانہ کردیا گیا۔ یوپی کے سہارن پور میں کچھ ہندو تنظیموں نے شہر کے کچھ کشمیری لوگوں کے گھروں کے باہر مظاہرہ کیا اور شہر چھوڑ کر جانے کی وارننگ دی۔ امید ہے کہ سپریم کورٹ کی نوٹس کے بعد کشمیری طلبہ کے تحفظ کے تئیں ریاستی حکومتیں کچھ سنجیدہ ہوں گی۔

اخبارِ جہاں

سید محمد عادل فریدی

پلوامہ معاملے میں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں تجویز

پلوامہ حملے پر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل (یواین ایس سی) میں تجویز پیش کی گئی ہے، اس کو پاکستان کے مقابلہ میں ہندوستان کی بڑی سفارتی فتح سمجھا جارہا ہے۔امریکہ اس شدید دہشت گردانہ حملے کو لے کر ہندوستان کے ساتھ سختی سے کھڑا رہا، جبکہ ہندوستان کے دیگر دوست ملک اس مسئلے پر ۱۵۔۱۶ر فروری کو ہی قرارداد لائے جانے کے حق میں تھے۔امریکہ، برطانیہ اور فرانس سمیت کئی اہم ممالک نے پلوامہ دہشت گردانہ حملے کی سخت مذمت کرتے ہوئے ہندوستان کے ساتھ کھڑے رہنے کا یقین دلایا، دوسری طرف امریکہ نے پاکستان کو دہشت گردی کے خلاف دوٹوک الفاظ میں کہا کہ وہ اپنی زمین سے دہشت گردانہ سرگرمیوں اور دہشت گردی کو تحفظ دینا فوری طور پر بند کرے۔(یواین آئی)

دہشت گردوں کے مالی تعاون پر پابندی کے معاملے میں پاکستان کو جھٹکا

پاکستان کو جمعہ کو ایک جھٹکا اور لگا جب بین الاقوامی ادارہ فائنشیل ایکشن انسٹینٹ فورس (ایف اے ٹی ایف) نے کہا ہے کہ دہشت گردوں کے مالی تعاون پر روک لگانے سے متعلق پاکستان کی کارروائی کی رفتار محدود ہے جس کی وجہ سے اسے مسلسل ''گرے لسٹ'' میں رکھا جائے گا۔ پلوامہ حملے کے بعد ہندوستان کی پاکستان پر نکیل ڈالنے کی کارروائی کے درمیان ایف اے ٹی ایف کے اس بیان کو ہندوستان کی ایک اور فتح کے طور پر دیکھا جارہا ہے۔ ہندوستانی ایجنسیوں نے ایف اے ٹی ایف سے درخواست کی تھی کہ پاکستان کو کسی طرح کی راحت نہ دی جائے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ ہندوستان پاکستان کو ایران اور شمالی کوریا کی طرح ایف اے ٹی اے کی ''بلیک لسٹ'' میں ڈلوانے کی کوشش کررہا ہے۔''بلیک لسٹیڈ'' ہونے پر مالی بحران کا سامنا کررہے پاکستان کو مزید مالی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔(یواین آئی)

امریکہ نے کینسر متاثروں کے علاج کے لئے سرکاری فنڈ پر روک لگائی: وینزوئیلا

امریکہ نے وینزوئیلا کے خلاف معاشی اور مالی پابندیوں کی وجہ سے کینسر یا گردہ کی بیماری سے متاثر بچوں کے لئے مختص سرکاری فنڈ کے استعمال پر روک لگادی ہے۔وینزوئیلا کے نائب صدر ڈیلسی راڈ گج نے جمعرات کو بتایا کہ امریکی حکومت نے وینزوئیلا کی جانب سے علاج کے لئے مختص رقم کے استعمال کی درخواست کو مسترد کردیا ہے۔عام طور سے اس رقم کو سرکاری تیل کمپنی پی ڈی وی ایس اے اور اس کی امریکی معاون کمپنی سٹیگو کے ذریعہ مختص کیا جاتا ہے۔(یواین آئی)

ترکی میں ۲۹۵ر فوجیوں کی گرفتاری کے وارنٹ جاری

ترکی نے ۲۰۱۶ء میں تختہ پلٹنے کی سازش کے سلسلے میں جمعہ کو ۲۹۵ر فوجیوں کی گرفتار کا وارنٹ جاری کیا گیا ہے۔ترکی پولس نے تختہ پلٹنے کے اہم سازشی امریکہ میں رہ رہے فتح اللہ گولن یا ان کے نیٹ ورک سے فون یا لینڈ لائن سے رابطہ رکھنے والے مشتبہ لوگوں کو پکڑنے کے لے ۵۹ر ریاستوں میں مہم شروع کی ہے،اس سلسلہ میں استنبول کے چیف پراسکیوٹر دفتر کے ذریعہ فوج کے دو کرنلوں پر بھی چھاپہ مارا گیا۔(یواین آئی)

ہندوپاک کے درمیان کشیدگی کا خاتمہ چاہتے ہیں: امریکی صدر

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ وہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان کشیدگی کا خاتمہ چاہتے ہیں۔وائٹ ہاؤس میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے پاکستان اور ہندوستان کے درمیان حالیہ کشیدگی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ دونوں ممالک میں کشیدگی کا خاتمہ چاہتا ہے۔(نیوز ایکسپریس)

امریکہ نے یورپ کو یرغمال بنا رکھا ہے: روسی وزیر خارجہ

روسی وزیر خارجہ سرگئی لاوروف نے کہا ہے کہ امریکہ نے اپنی پالیسیوں سے پورے یورپ کو یرغمال بنا رکھا ہے، بین الاقوامی خبررساں ادارے کے مطابق روسی وزیر خارجہ نے امریکی پالیسیوں کے روس پر اثرات کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کی کئی دہائیوں قبل جوہری توانائی سے دست بردار ہوکر مرتب کی گئی یک طرفہ پالیسیاں یورپ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے یرغمال بنا رہی ہیں۔سرگئی لاوروف نے اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لیے مزید کہا کہ امریکہ کے زیر اثر نیٹو اپنی وسعت پذیری کی پالیسی کے تحت مقدونیہ، یوکرین اور جارجیا کو اپنی صف میں شامل کرنے کے لیے کوششوں میں لگا ہوا ہے جس سے نیٹو کی یورپ میں فوجی کارروائیوں میں اضافہ ہوجائے گا۔روسی وزیر خارجہ نے یورپی یونین سے تعلقات کے فروغ پر زور دیتے ہوئے کہا کہ یورپی یونین کی تاجر برادری امریکی پابندیوں سے اکتا چکی ہے اور تاجر اب روس کی جانب دیکھ رہے ہیں جس کے باعث روس اور یورپی یونین کے باہمی تجارتی حجم میں ۲۰ر فیصد اضافہ ہوا ہے اور روس اور یورپی یونین کے درمیان تجارتی حجم ۳۰۰ر ارب ڈالر تک بڑھ چکا ہے۔(نیوز ایکسپریس)

شام میں خودکش کار بم دھماکہ؛ ۲۰ر جنگجو ہلاک

شام میں امریکہ کی حمایت یافتہ سیریئن ڈیموکریٹک فورس کے ایک قافلے پر خودکش حملہ آور نے بارودی مواد سے بھری گاڑی دھماکے سے ٹکرادی جس کے نتیجے میں ۲۰ر کرد جنگجو ہلاک ہوگئے۔دھماکہ اس وقت کیا گیا جب سیریئن ڈیموکریٹک فورس کا ایک قافلہ داعش کے زیر تسلط آخری ٹھکانے باغوز سے شہریوں کو منتقل کررہا تھا تاکہ داعش کے خلاف حتمی اور فیصلہ کن کارروائی کی جاسکے۔حملے میں عام شہریوں کے ہلاک ہونے کی بھی اطلاعات ہیں، امکان ہے کہ ۲۰ر ہلاکتوں میں سے ۶ر عام شہریوں کی ہیں۔(نیوز ایکسپریس)

تعلیم و روزگار

مالیاتی کمیشن کی وزارات برائے فروغ انسانی وسائل سے ملاقات

چیرمین این کے سنگھ کی سربراہی میں ۱۵رویں مالیاتی کمیشن نے اعلیٰ تعلیم کے موضوع پر تبادلہ خیال کے لئے جمعہ کو انسانی وسائل کی ترقی کے مرکزی وزیر پرکاش جاویڈکر اور وزارت کے سینئر عہدیداروں سے ملاقات کی۔سرکاری ذرائع کے مطابق وزیر موصوف نے کمیشن کو پچھلے چند برسوں کے دوران اس سیکٹر میں کی گئی اہم اصلاحات کے بارے میں مطلع کیا،ان اصلاحات میں اعلیٰ تعلیم کے کئی اداروں کو خودمختاری، امتیازی اداروں کے قیام، اداروں کو درج بندی کے حساب سے خودمختاری، اساتذہ کی تربیت اور کئی نئے قوانین شامل ہیں۔(یواین آئی)

بنگلور شہر میں قائم رحمانی ۳۰ کے سینٹر میں کل ۱۶ر این آر آئی اسٹوڈینٹ زیر تربیت

اعلیٰ مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری اور اُس میں کامیابی کا خواب صرف ملک عزیز میں رہنے، پڑھنے اور بسنے والے طلبہ ہی نہیں دیکھتے ہیں بلکہ وہ طلبہ وطالبات بھی ہندوستان کے اعلیٰ مقابلہ جاتی امتحانات میں شرکت اور کامیابی کے خواہاں ہوتے ہیں، جنھیں این آر آئی کہا جاتا ہے یعنی جو اپنے والدین کے ساتھ دوسرے ممالک میں رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ رحمانی 30 مسلم طلبہ کے اندر کامیابی کا وہ جوش پیدا کرنے میں کامیاب ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے دوسرے ممالک میں مقیم ہندوستانی طلبہ بھی اب رحمانی 30 کے تحت تیاری کرنے کو ایک بہتر موقع سمجھ رہے ہیں۔ ساؤتھ انڈین طلبہ اور خصوصی طور پر این آر آئی کے لیے قائم رحمانی 30 بنگلور میں کل 10ر طلبہ اور 6ر این آر آئی طالبات زیر تربیت ہیں، جن میں سے 15ر انجینئرنگ کی تیاری کررہے ہیں جب کہ ایک CA کی تیاری میں مشغول ہے۔غور طلب ہے کہ رحمانی 30 بنگلور میں CA کا پروگرام صرف دو طالب علم ہونے کے باوجود شروع کرایا گیا۔ جس میں ایک این آر آئی اور دوسرا تامل ناڈو کا ہے۔آج یہاں نیشنل اسٹاک ایکسچینج کے سرٹیفکیشن ٹیسٹ میں CA کے ان دونوں طالب علموں نے شاندار کامیابی حاصل کی۔ واضح رہے کہ گذشتہ مہینہ میں بھی رحمانی 30 کے صوبہ مہاراشٹر کی تین بچیوں نے نیشنل اسٹاک ایکسچینج کے سرٹیفکیشن ٹیسٹ میں کامیابی کا پرچم لہرایا ہے۔ رحمانی 30 کی مسلسل یہ کوشش ہے کہ کسی طرح قوم کے بچوں کو انسٹی ٹیوٹ آف نیشنل امپورٹنس کا حصہ بنایا جائے۔ واضح رہے کہ INI (انسٹی ٹیوٹ آف نیشنل امپورٹنس) سرکار کی جانب سے منتخب وہ ادارے ہیں، جہاں پڑھنے والے طلبہ وطالبات کے تقریباً کل اخراجات سرکار برداشت کرتی ہیں اور اِن میں پڑھنے والے طلبہ وطالبات کے لیے کامیابی کے کئی دروازے کھلے ہوتے ہیں، خیال رہے کہ ان اداروں میں ہندوستان کے کل تین فیصد اسٹوڈنٹس ہی پہنچ پاتے ہیں، جن پر ہائر ایجوکیشن کی تقریباً 52 فیصد رقم خرچ ہوتی ہے؛ لیکن افسوس کہ اِن اداروں میں مسلم طلبہ وطالبات کا تناسب محض ایک سے دو فیصد ہے۔ ظاہر ہے کہ اِن اداروں میں طلبہ وطالبات کے تناسب کو بڑھانے کے لیے قوم کے ذمہ دار طبقہ کو رحمانی 30 جیسے اداروں کے ساتھ آنا ہوگا۔(پریس ریلیز)

اے ایم یو: پولیس نے ۱۴ر طلبہ کے خلاف سیڈیشن چارج واپس لیا

پولیس نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ۱۴ر طلبہ پر لگایا گیا سیڈیشن کا چارج ثبوتوں کی کمی کی وجہ سے واپس لے لیا ہے۔ واضح ہو کہ اس معاملے میں پولیس نے بی جے پی یوا جنتا مورچہ کے ضلع صدر مکیش کمار لودھی کی شکایت پر ایف آئی آر درج کیا تھا۔لودھی نے اپنی شکایت میں الزام لگایا تھا کہ طلبہ نے ملک مخالف نعرے لگائے اور اس کے ساتھ کیمپس کے باہر مار پیٹ کی، انڈین ایکسپریس کی خبر کے مطابق؛ سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس آکاش کلہاری نے جمعہ کو کہا کہ طلبہ پر لگایا گیا سیڈیشن کا چارج اس لیے ہٹا لیا گیا کیونکہ ایسا کوئی ثبوت نہیں ملا جس سے کچھ ثابت ہوتا ہو۔ انھوں نے کہا: ''ایسا کوئی ویڈیو یا کوئی اور ثبوت نہیں ملا جس کی بنیاد پر کہا جاسکے کہ ۱۲ر فروری کو یونیورسٹی میں اسٹوڈنٹس کے دو گروپوں کے بیچ لڑائی کے درمیان ان طلبہ نے ہندوستان مخالف یا پاکستان حمایتی نعرے لگائے۔'' طلبہ پر الزام تھا کہ انھوں نے ری پبلک ٹی وی کے اہلکاروں کے ساتھ بدسلوکی کی تھی، اس معاملے میں یونیورسٹی سکیورٹی افسر کا کہنا ہے کہ ری پبلک ٹی وی کے اہلکار کیمپس میں بغیر اجازت شوٹنگ کررہے تھے، وہیں اسٹوڈنٹ ایکٹیوسٹ نے سوشل میڈیا پر لکھا کہ ٹی وی اہلکاران کو اکسا رہے تھے اور وہ یہ کہہ رہے تھے: ''ہم اس وقت دہشت گردوں کی یونیورسٹی میں کھڑے ہیں۔'' (دی وائر)

سری لنکا میں ذہنی طور پر مضبوط ''جلاد'' کی بحالی کا اشتہار جاری

سری لنکا میں عدالتوں کی جانب سے دی گئی سزائے موت پر عمل درآمد کا فیصلہ کرلیا گیا ہے۔ پھانسی کی سزا پر عمل شروع کرنے سے قبل کولمبو حکومت نے ''جلادوں'' کی بھرتی کا اشتہار بھی دے دیا ہے۔اس اشتہار میں بھرتی کے خواہش مند حضرات کے لیے ذہنی طور پر مضبوط ہونے کی شرط بھی شامل کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ امیدواروں کے لیے اخلاقی طور پر بہتر کردار کا حامل ہونا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے، اس وقت دو جلادوں کی تقرری کا اعلان کیا گیا ہے۔ بحال ہونے والوں کی فی کس ماہانہ تنخواہ چھتیس ہزار چار سو دس سری لنکن روپے یا ۲۰۸ر امریکی ڈالر ہوگی۔ دوسری جانب سری لنکا کے صدر میتھری پالا سری سینا نے کہا ہے کہ اُن کے ملک میں بیالیس سال سے پھانسی کی سزا پر عائد پابندی کو اگلے دو ماہ کے دوران ختم کردیا جائے گا۔ انہوں نے ملکی پارلیمنٹ کو بتایا کہ اُن کی حکومت منشیات کے مجرموں کو دی گئی سزائے موت پر عمل درآمد کرنے کے علاوہ منشیات فروشی سے جڑے جرائم کے خلاف بھی سخت اقدامات کرنے کا اصولی فیصلہ کرچکی ہے۔ سری لنکن صدر نے انسانی حقوق کی تنظیموں سے اپیل کی کہ وہ پھانسی کی سزا پر عمل شروع کرنے کے خلاف حکومت پر دباؤ بڑھانے سے گریز کریں۔ یہ امر اہم ہے کہ سری لنکا میں قتل، ریپ اور منشیات سے جڑے جرائم کے تحت دی جانے والی موت کی سزاؤں کو عمر قید میں تبدیل کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔(قومی آوا

طب وسائنس

آنکھوں کی بیماریاں

کہا جاتا ہے کہ آنکھیں روح کی کھڑکیاں ہوتی ہیں اور یہ غلط بھی نہیں ہے اپنے دوستوں اور عزیزوں کی آنکھوں میں دیکھ کر آپ ان کے جذبات اور موڈ کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مگر کیا آپ کو معلوم ہے کہ آنکھوں کو ناقدانہ انداز سے دیکھ کر آپ متعدد طبی مسائل یا بیماریوں کے بارے میں بھی جان سکتے ہیں؟ آنکھوں کے بارے میں چند ایسے ہی راز جانیں- یہ آنکھیں بظاہر تو بے ضرر لگتے ہیں مگر وہ اندر چھپی بیماریوں کو افشاء کر رہی ہوتی ہیں۔

آنکھوں کے گرد دانے

اگر آنکھوں کے کونوں یا قریب دانہ نکلا ہو تو آپ اس سے ہونے والے درد اور خارش سے واقف ہوں گے، پلکوں کے قریب ایسے دانے ایک گلینڈ بلاک ہونے کے باعث نمودار ہوتے ہیں اور چند دن بعد غائب ہوجاتے ہیں، تاہم اگر یہ بار بار سامنے آئیں تو یہ سنگین علامت ہوسکتے ہیں، اگر ایسے دانے اکثر سامنے آئیں یا طویل عرصے تک برقرار رہیں تو ڈاکٹر سے رجوع کیا جانا چاہئے۔

بھنوں کا گرنا

بھنوں کے بال گرنے کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں، عمر بڑھنا، ذہنی تناؤ اور کسی غذائی جز کی کمی، مگر ایک ممکنہ وجہ تھائی رائیڈ ہارمونز کی جسم میں بہت زیادہ کمی ہے جو کہ سر کے بالوں سے محرومی کا باعث بھی بن سکتا ہے، اگر بھنوں کے ساتھ سر کے بال بھی گر رہے ہیں تو ڈاکٹر سے رجوع کیا جانا چاہئے۔

نظر کی دھندلاہٹ

آج کل بیشتر افراد گھنٹوں گھر یا دفتر میں کمپیوٹرز یا کسی بھی طرح کی اسکرین کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں جس کے نتیجے میں آنکھیں جلنا یا دھندلانے لگتی ہیں، اب اسے ڈیجیٹل آئی اسٹرین کا نام بھی دیا گیا ہے، جس کا حل نہ نکالنے پر بینائی تیزی سے کمزور ہونے لگتی ہے، اگر آپ کو اس علامت کا سامنا ہو تو ڈاکٹر سے رجوع کر کے اس کا حل نکالنا چاہئے۔

نظر نہ آنا یا چیزیں زیادہ نظر آنا

بینائی میں کسی بھی قسم کی تبدیلی خطرے کی گھنٹی ہوتی ہے جس کے لیے فوری ردعمل ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، خاص طور پر اگر بینائی اچانک غائب ہوجائے، ایک چیز دو یا زیادہ نظر آنے لگے، چیزیں کچھ لمحوں کے آنکھوں کے سامنے سے ہٹ جائیں تو فوری طور پر طبی امداد حاصل کرنی چاہئے کیونکہ اکثر یہ فالج کی پہلی علامت ہوتی ہے۔

گھرے حلقے

آنکھوں کے نیچے گھرے حلقے اکثر افراد کے پڑ جاتے ہیں جس کی وجہ عام طور پر نیند کی کمی ہوتی ہے۔ یعنی رات گئے تک جاگنا اور جلد اٹھ جانا آنکھوں کے گرد حلقوں کا باعث بن جاتا ہے، تاہم اگر یہ حلقے مناسب نیند لینے کے باوجود ختم نہ ہو تو طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ دیگر طبی مسائل کا اشارہ ہوسکتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق یہ تھائی رائیڈ) بے نالی غدود (یا خون کی کمی جیسے امراض کی علامت بھی ہوسکتے ہیں۔ ان کے مطابق اگر آپ مناسب نیند لیتے ہیں مگر پھر بھی خود کو تھکاوٹ کا شکار محسوس کرتے ہیں یہ تھائی رائیڈ یا خون کی کمی کی علامت ہوسکتی ہے، ایسے حالات میں اپنے ڈاکٹر سے رجوع کر کے ان دونوں کیفیات کا ٹیسٹ ضرور کروائیں۔

آنکھوں میں پیلاہٹ

اگر آپ کی آنکھوں کا سفید حصہ زرد یا پیلاہٹ زدہ نظر آنے لگے تو یہ جان لیوا جگر کے امراض کی ممکنہ علامت ہوسکتی ہے جسے کسی صورت میں نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔ طبی ماہرین کے مطابق آنکھوں کی یہ رنگ ہیپاٹائٹس، جگر کے صحیح سے کام نہ کرنے یا دیگر امراض کے باعث بھی ہوسکتی ہیں۔ ایسی صورت میں ڈاکٹر سے فوری رجوع کرنا چاہئے کیونکہ ضروری نہیں کہ جگر کے امراض نے آپ کو شکار کیا ہو تاہم ایسا ہوا بھی ہے تو ابتدائی سطح پر ہی ان پر زیادہ موثر طریقے سے قابو پایا جاسکتا ہے۔

آنکھوں میں سرخی

اگر آپ کی آنکھیں بہت سرخ یا ان میں سرخ لکیریں بن گئی ہوں تو پہلی فرصت میں ڈاکٹر کے پاس پہنچ جائیں کیونکہ یہ سنگین امراض جیسے آشوب چشم، پپوٹوں کی سوزش، آنکھ کے پردے کے ورم اور کسی قسم کے موتیا کی جانب اشارہ بھی ہوسکتی ہے۔ تاہم ان کا کہنا ہے کہ اس کچھ کم سنگین وجوہات بھی ہوتی ہیں جیسے آٹھ گھنٹے تک کمپیوٹرز پر کام کرنے سے آنکھوں میں درد کے باعث سرخ لکیریں بن سکتی ہیں اور اس صورت میں آنکھوں کا معائنہ کروانا بہتر رہتا ہے کیونکہ یہ بینائی کی کمزوری کا نتیجہ بھی ہوسکتا ہے، اسی طرح یہ کسی قسم کی الرجی کے باعث بھی ہوسکتا ہے۔

خشک آنکھیں

اکثر افراد کو اس قسم کی تکلیف کا سامنا ہوتا ہے جس کے دوران لگتا ہے جیسے آنکھیں بالکل خشک ہوگئی ہیں، جس کی وجہ اکثر وٹامن اے کی کمی ہوتی ہے، تاہم یہ شکایت عمر بڑھنے اور کچھ خاص ادویات کے استعمال کے باعث بھی لاحق ہوسکتی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ ایک ایسی بیماری کا باعث بھی ہوسکتا ہے جو خاص طور پر ایسے گلینڈز کو متاثر کرتا ہے جو آنسوؤں اور لعاب دہن کو بنانے کا کام کرتے ہیں۔ عام طور پر اس کے دوران ایسا لگتا ہے کہ جیسے آنکھ میں کوئی کنکر چلا گیا ہو اور چبھن محسوس ہوتی رہتی ہے۔ وٹامن اے کے ساتھ ساتھ غذا میں صحت بخش چربی کی کمی بھی اس کا باعث بن سکتی ہے۔

سوجی ہوئی آنکھیں

گھرے حلقوں کی طرح آنکھوں کا سوج جانا بھی چہرے کی کشش کو ماند کر دیتا ہے، اس کے لیے اکثر برف کی ٹکور، کھیرے کا ٹکڑا یا دیگر ٹوٹکوں کا استعمال کیا جاتا ہے مگر جب یہ کسی صورت ختم نہ ہو تو زیادہ سنگین طبی مسائل کی علامت بھی ہوسکتا ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق یہ گردوں میں کسی قسم کی خرابی کی جانب اشارہ ہوسکتا ہے جس کے لیے ڈاکٹر سے رجوع کرنا بہتر رہتا ہے جبکہ نمک کے بہت زیادہ استعمال سے بھی یہ تکلیف آپ کو اپنا شکار کرسکتی ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

جوانوں نے قربانی اس لئے نہیں دی کہ ان کا استعمال نفرت پھیلانے کے لئے کیا جائے۔ سی آر پی ایف

پلوامادہشت گرادنہ حملے میں سی آر پی ایف جوانوں کی موت کے بعد سوشل میڈیا پر کچھ لوگ اس کو فرقہ وارانہ رنگ دینے میں مصروف ہیں، فیک نیوز اور فرضی فوٹو کے ذریعے غلط جانکاریاں پھیلائی جارہی ہیں، اس کے مدنظر سی آر پی ایف نے ایک ٹیم تشکیل دی ہے جو سوشل میڈیا پوسٹ پر نظر رکھ رہی ہے اور اس کو پھیلانے والوں کے خلاف کارروائی کرے گی۔ سی آر پی ایف کے ڈی آئی جی ایم دینا کرن نے ان باتوں کی جانکاری دیتے ہوئے کہا ہے کہ ہمارے جوانوں نے اس لئے قربانی نہیں دی کہ ان کا استعمال فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو خراب کرنے کے لیے کیا جائے۔ سی آر پی ایف کے ڈی آئی جی اور کلیدی ترجمان ایم دینا کرن کا کہنا ہے کہ پلواما حملے کے بعد کئی طرح کی تصویریں اور ویڈیوز وائرل ہو رہے ہیں، اس میں کچھ تو براہ راست متشدد ہیں، جو کہ تشویشناک ہے۔ کچھ پوسٹ میں تو ہمارے جوانوں کو سیدھے طور پر بے عزت کیا جارہا ہے۔ انہوں نے اپنی جان کی قربانی اس لئے نہیں دی کہ ان کی شہادت کا استعمال فرقہ پرستی اور نفرت پھیلانے کے لیے کیا جائے۔ جب یہ سب چیزیں پھیلنے لگی تو ہم نے سوچا کہ اس کو روکنے کے لیے اقدام کیا جانا چاہیے۔ غور طلب ہے کہ نفرت اور سماج میں بدامنی پھیلانے والے پوسٹ کی اصلیت کو سامنے لانے کے لیے دہلی میں سی آر پی ایف کے 12 سے 15 نوجوانوں کی ایک ٹیم بنائی گئی ہے جو ان حقائق کی جانچ کر رہی ہے۔ (عوامی نیوز ۲۱؍فروری ۲۰۱۹ء)

پلواما حادثہ کے وجوہات پر غور کرنے اور انہیں دور کرنے کی ضرورت: عاصم جلال

موجودہ حملے کے تعلق سے مودی سرکار بھی اپنی ذمہ داریوں سے دامن نہیں بچا سکتی، یہ حملہ ایسے وقت میں ہوا ہے، جب ریاست میں صدر راج نافذ ہے، اور پوری کمان گورنر کے توسط سے مرکز کے ہاتھ میں ہے۔ گورنر نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ یہ انٹیلی جنس کی بڑی ناکامی ہے تو کیا اس کے لئے قومی سلامتی مشیر اور انٹیلی جنس بیورو سے جواب طلب نہیں کیا جانا چاہئے۔ کیا وزیر اعظم مودی کو اس حملے کے پس منظر میں خود اپنے آپ سے وہ سوالات نہیں کرنے چاہئیں جو وہ ۲۰۱۴ء سے قبل اس طرح کے حملوں کی صورت میں منموہن سنگھ سے کیا کرتے تھے یہ بات صاف ہوگئی ہے کہ نوٹ بندی سے دہشت گرد تنظیموں کی فنڈنگ رُکی نہ سرجیکل اسٹرائک سے ان کی کمر ٹوٹی۔ اسی طرح کشمیر میں بڑی تعداد میں جنگجوؤں کی ہلاکتوں سے جنگجو ختم نہیں ہوئے بلکہ نئے جنگجو پیدا ہو رہے ہیں، جس کی وجوہات پر غور کرنے اور انہیں دور کرنے کی ضرورت ہے۔ (روزنامہ انقلاب ۱۷؍فروری ۲۰۱۹ء)

انتخابات سے پہلے ہی کیوں ہوا پلوامہ حملہ: وزیر اعلیٰ مغربی بنگال

مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ اور ترنمول کانگریس سربراہ ممتا بنرجی نے پلوامہ حملے کے وقت کو لے کر سوال اٹھایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آخر عین انتخابات کے قریب ہی یہ دہشت گردانہ حملہ کیوں ہوا؟ ممتا بنرجی نے کہا کہ خفیہ رپورٹ آنے کے بعد بھی سی آر پی ایف کے اتنے بڑے قافلے کو ایک ساتھ کیوں بھیجا گیا؟ ممتا بنرجی نے سوال یہ بھی اٹھایا کہ جوانوں کو ایئر لفٹ کیوں نہیں کیا گیا؟ اس میں کتنا پیسہ خرچ ہو جاتا؟ ممتا بنرجی نے مرکزی حکومت کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ ان لوگوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے جنہوں نے اس حملے کو انجام دیا ہے، لیکن اگر اس موقع پر بھی بی جے پی۔ آر ایس ایس نے فساد پھیلانے کی کوشش کی ہے تو انہیں ملک معاف نہیں کرے گا۔ قابل ذکر ہے کہ گزشتہ دنوں جموں وکشمیر کے پلوامہ میں خودکش حملے میں سی آر پی ایف کے 49 جوانوں کی جان چلی گئی تھی۔ (روزنامہ تاثیر ۲۰؍فروری ۲۰۱۸)

سشیل چندر نئے الیکشن کمشنر

ریونیو سروس (آئی آر ایس) کے سابق افسر سشیل چندر کو نیا الیکشن کمشنر مقرر کیا گیا ہے۔ وہ 1980 بیچ کے افسر ہیں، ان کی تقرری عہدے کا چارج سنبھالنے کے دن سے شمار کی جائے گی۔ مسٹر اے پی راوت کے دسمبر میں سبکدوش ہونے اور مسٹر سنیل اروڑہ کو چیف الیکشن کمشنر بنائے جانے کے بعد سے تین رکنی الیکشن کمیشن میں ایک عہدہ خالی تھا۔ (عوامی نیوز ۱۵؍فروری ۲۰۱۹ء)

سابق وزراء اعلیٰ کو اب نہیں ملے گی سرکاری رہائش

بہار کے سابق وزراء اعلیٰ کو تاعمر سرکاری رہائش کی سہولت کو پٹنہ ہائی کورٹ نے ختم کر دیا ہے، چیف جسٹس اے پی شاہی کی بینچ نے معاملے میں خود نوٹس لیتے ہوئے کہا کہ یہ سہولت غیر قانونی اور عام لوگوں کی گاڑھی کمائی کے پیسے کا غلط استعمال ہے، پٹنہ ہائی کورٹ نے واضح کیا کہ عہدہ سے ہٹنے کے بعد اس طرح کی سہولیات دیا جانا بالکل غلط ہے، پٹنہ ہائی کورٹ کے اس فیصلے سے سابق وزیر اعلیٰ لالو پرساد یادو، رابڑی دیوی، ڈاکٹر جگن ناتھ مشرا، جیتن رام مانجھی وغیرہ کو اپنا بنگلہ خالی کرنا پڑے گا۔ اس سے قبل مئی 2018 میں سپریم کورٹ کے حکم کا نفاذ کرواتے ہوئے یوپی حکومت نے اپنے سبھی سابق وزیر اعلیٰ کو الاٹ سرکاری بنگلوں کا الٹمنٹ روک دیا تھا۔ (روزنامہ تاثیر ۲۰؍فروری ۲۰۱۸)

بقیات

بقیہ وہ میرا نبی ہے (کتابوں کی دنیا) .... درج ذیل اشعار بھی ملاحظہ فرمائیں:

امت کو میری حشر میں شرمندگی نہ ہو — مہمان وعدہ لے کے چلا میزبان سے
شاہ کونین کا جس پر بھی کرم ہوتا ہے — پھر کہاں اس کو جہاں میں کوئی غم ہوتا ہے
حقیقتاً تو وہی ہے وہی ہماری ہے — نبی کی یاد میں جو زندگی گذاری ہے

لگتا ہے یہ پورا شعر ڈاکٹر ماجد دیوبندی پر سایہ فگن ہے — اللہ کے فضل سے امید ہے کہ ڈاکٹر ماجد دیوبندی کا یہ مجموعہ نعت، ''وہ میرا نبی ہے''، خلق اور خالق کی بارگاہ میں مقبول ہوگا اور دارین میں ان کے لیے سعادت کا ذریعہ بنے گا — ''

بقیہ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی اپنے خطبات کے آئینہ میں حضرت والا کی تقریریں دل دردمند اور فکر ارجمند کی غماز ہوا کرتی ہیں، دل سوزی وجگر سوزی ان کی تقریروں میں اس قدر ہوتی ہے کہ وہ دل کے تاروں کو مرتعش کرتی ہیں، ملک وملت کی فکرمندی ہمیشہ آپ کو دامن گیر رہی ہے اور اس کے لئے ہمیشہ بے چین و مضطرب رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے اس درد دل کا اظہار آپ کی تقریروں کے ذریعہ ہوتا رہا ہے، معاملہ خواہ مدارس اسلامیہ کو دہشت گردی سے جوڑنے اور مسلم نوجوانوں کو دہشت گردی کے نام پر ہراساں کرنے کا ہو، یا بنگلہ دیشی شہریت کا، یکساں سول کوڈ کی بات ہو یا مسلم پرسنل لا میں دخل اندازی کی، تعلیم وتربیت کا مرحلہ ہو یا اصلاح معاشرہ کا، سیاست کا ذکر ہو یا معیشت کا، آپ کی زبان وقلم درد وسوز سے لبریز ہوتی ہے۔ میرے خیال میں آپ کی تقریر وخطابت میں جو درد وسوز اور حرارت وبرودت پائی جاتی ہے وہ نالہ نیم شبی، آہ سحر گاہی اور تصوف ومعرفت کے راستہ سے آپ کی زندگی اور فکر وفن میں اثر انداز ہوئے ہیں۔ بقول کلیم احمد عاجز:

اس قدر سوز کہاں اور کسی ساز میں ہے ☆☆☆ کون یہ نغمہ سرا میر کے انداز میں ہے

اصلاح معاشرہ آپ کی زندگی کا عنوان ہے، عملی زندگی کا ایک بڑا حصہ معاشرہ کی اصلاح اور ملک وملت کی فلاح و بہبودی میں صرف ہوا ہے۔ مسلم پرسنل لا بورڈ نے آپ کی خدمات کو دیکھتے ہوئے اصلاح معاشرہ کا کل ہند کنوینر منتخب کیا، آپ نے اصلاح معاشرہ کی تحریک کو تیز سے تیز تر کیا، اسے مضبوط سمت دی، معاشرہ کی اصلاح کے لیے قصبات اور شہروں کا دورہ کیا اور اپنی خطابت وتقریر کے جوہر بکھیرے، جس کے بہتر نتائج سامنے آئے۔ اصلاح معاشرہ کے موضوع پر آپ نے ہزاروں گاؤں اور شہروں کا دورہ کیا اور ہزاروں تقریریں کیں، یہ تقریریں موقع ومحل اور حالات کے پیش نظر اور پس منظر کے لحاظ سے نہایت وقیع اور پراثر ہیں۔ معجزہ خطابت کی سحر انگیزی کا اندازہ لگانے کے لیے یہ اقتباس دیکھئے:

''غلط روی، غلط روش، حرام خوری، بدکرداری نسلوں کو برباد کرتی ہے، تجربہ کی روشنی میں کہتا ہوں جن شادیوں میں لڑکی والوں کو پریشان کر کے روپیہ حاصل کیا جاتا ہے، ان گھروں میں عیب دار، کمزور اخلاق اور کمزور کردار کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ ہم نے چند سکوں کے عوض آنے والی نسلوں کو تباہ وبرباد کر دیا ہے۔'' (خطبات ولی، جلد اول، ص:۱۱۴)

''نئی نسل آپ کے سامنے کھڑی ہے، وہ آپ کے لئے قدرت کا بہترین تحفہ ہے۔ اس تحفہ کی قیمت سمجھئے۔ اس کے لئے بہتر تعلیم وتربیت کی فکر کیجئے، یہ نہ سمجھئے کہ یہ ہمارا بیٹا نہیں ہے، پوتا نہیں ہے، دوسروں کی اولاد ہے۔ یاد رکھیئے بچوں کے سلسلے میں پورا سماج جواب دہ ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور اپنی رعایا (ماتحت) کے بارے میں قیامت میں پوچھا جائے گا۔'' (ایضاً ص:۱۴۸)

ادبیت: حضرت والا کی نشو نما میں کلاسیکی ادب کا گہرا اثر اور رچاؤ پایا جاتا ہے، اردو فارسی اور عربی شعر وادب کے گہرے مطالعہ نے تقریر وتحریر پر اس کا اچھا اثر ڈالا ہے، حضرت کے جملے ادب کے شہہ پارے معلوم ہوتے ہیں، اتنا سلیس، رواں، شستہ اور برجستہ جیسے معلوم پڑتا ہے کہ آبشار سے ڈھل رہے ہیں۔ دوران خطابت کبھی فارسی اور زیادہ تر اردو کے اشعار کا استعمال کرتے ہیں، جن سے تقریر کا زور بڑھ جاتا ہے اور حسن دوبالا ہو جاتا ہے، الفاظ کے دروبست پر زبردست قابو اور زبان پر گرفت ایسی کہ جو لفظ اور جملہ جہاں استعمال کر دیا وہیں موزوں ہو گیا۔

''حضرات محترم! ماضی کی روایتوں سے آباد شہر مونگیر میں آپ کا استقبال میرے لیے پرمسرت فریضہ ہے، مونگیر کی اپنی قدیم اور عظیم تاریخ ہے، جس میں عظمت وتقدس، اخلاص وروحانیت، شاہی اور فقیری، وطن سے محبت اور وطن کے لیے مر مٹنے کی طلب اور تڑپ شامل ہے، مونگیر میں اترا واہنی گنگا کا وجود، کشٹ ہرنی گھاٹ اور سیتا کنڈ کے ٹھنڈے اور گرم پانی کے چشمے ماضی کی روایات کی زندہ یادگاریں ہیں، راجہ کرن کے محلوں کے کھنڈر ایک دانی کے روپ میں مونگیر کی تاریخ کو پیش کرتے ہیں، اسی شہر میں میر قاسم کے قلعہ کی مضبوط فصلیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ ہندوستان آزاد ہوا اس کی بنیاد یہاں ہے، ڈکر اپل کی ٹوٹی پھوٹی اینٹیں آج بھی گواہی دے رہی ہیں کہ میر قاسم کے نہ جانے کتنے جیالوں نے اپنے گرم گرم خون پر اطن کی آزادی کی بنیاد رکھی تھی، اور یہی شہر مونگیر سید شاہ زبیر، بابو شری کرشن سنگھ اور امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کا مسکن رہا ہے۔'' (خطبات ولی، جلد اول؛ ص ۳۸-۳۹)

ایجاز واختصار: ایجاز واختصار بھی آپ کی تقریر کا اہم وصف ہے، آپ کی تقریریں عموماً مختصر ہوتی ہیں، زیادہ طویل نہیں۔ کم الفاظ میں زیادہ بات کہنا آپ کی تقریر کا طرہ امتیاز ہے، جملے چھوٹے چھوٹے زبان سادہ اور عام فہم، مگر مختصر جملے اور سادہ زبان میں بڑی سی بڑی بات کہہ جانے کا ہنر آپ کی خطابت میں پایا جاتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ سامعین لمبی تقریر سے اکتاہٹ محسوس کرنے لگتے ہیں اور بہت سی ضروری باتیں بھی ذہن سے نکل جایا کرتی ہیں۔ حضرت والا کی تقریر اس عیب سے پاک ہوتی ہے، زبان وبیان اور اختصار وایجاز کی خوبی کی وجہ کر سامعین کے لیے آپ کی تقریروں کا جملہ بھی یاد رکھنا آسان ہو جاتا ہے۔ ایک نمونہ دیکھئے، کم جملوں اور سادہ زبان میں کتنی اہم بات کتنی خوش اسلوبی کے ساتھ کہی گئی ہے۔

'' حکومتوں کا ایک خاص مزاج بن گیا ہے، وہ سلیقہ کی باتوں کو بد سلیقگی سے سننا پسند کرتی ہے، وہ جائز مطالبات کو بھی اس وقت تک قابل توجہ نہیں سمجھتی جب تک کہ توجہ مبذول کرانے کے لیے ناجائز حرکتیں نہ کی جائیں، اخلاق وشرافت کے لہجے انہیں متاثر نہیں کرتے، بداخلاقی اور بدتمیزی کے مظاہرے ہی ان کی سمجھ میں آتے ہیں۔ میں یہ مشورہ نہیں دیتا کہ اپنے مطالبات کو منوانے کے لئے کوئی خودسوزی کرے، کوئی آمرن انشن کرے، کوئی توڑ پھوڑ کی جائے، یہ جان خدا کی دی ہوئی قیمتی نعمت ہے، اور توڑ پھوڑ میں نقصان ہونے والا سرمایہ وطن عزیز کا ہے، ہمیں جان اور سامان دونوں کا احترام کرنا ہے، مگر ایسی راہیں بہرحال تلاش کرنا ہوگی، جن کے ذریعہ فرش نشیں تخت نشینوں کو متوجہ کر سکے۔ اس مقصد کے لیے ضرورت ہے، مسائل وضروریات کو سمجھنے کی، ان کے صحیح ادراک اور اہمیت کے احساس کی، سیاسی پارٹیوں سے اوپر اٹھ کر مشترکہ جدوجہد کی، ہم مختلف پارٹیوں میں رہتے ہوئے مختلف قسم کی وفاداریوں کو نبھاتے ہوئے بھی اقلیتوں کے وفاداری کے پرچم کے علمبردار ہو سکتے ہیں۔'' (خطبات ولی، جلد اول؛ ص:۱۶۱-۱۶۲)

انداز خطابت: حضرت والا کے خطابت کا سب سے بڑا امتیاز اور وصف انداز خطابت اور اسلوب خطابت ہے۔ آپ کا انداز خطابت بڑا نرالا اور جداگانہ ہے، تقریر اول سے آخیر تک یکساں حالت پر قائم رہتی ہے، آواز گھن گرج سے پاک، معتدل مگر زوردار اور اثر دار۔ ضرورت کے تحت ہاتھ اور انگلیوں سے اشارہ کرتے ہیں، چہرہ کے نقوش اور اتار چڑھاؤ بہت کچھ بیاں کرتے ہیں، انداز بیاں بہت پرکشش اور زبان بہت آسان ہے۔ جب بولتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ موتی پرو رہے ہیں۔ ایک ایک جملہ بالکل صاف، شفاف اور واضح ...... ثقیل، پے چیدہ اور مبہم الفاظ سے مبرا اور بعید از فہم تعبیرات واستعارات سے اجتناب، چھوٹے اور خوبصورت جملے، دماغوں کو اپیل کرنے والا اور دلوں کو گھر کر جانے والا، بقول کلیم عاجز:

یہ طرز خاص ہے کوئی کہاں سے لائے گا ☆☆☆ جو ہم کہیں گے کسی سے کہا نہ جائے گا

حضرت کے خطابت کا اسلوب اتنا دلکش ہے کہ سامعین دم بخود ہو جائے، انگشت بدنداں ہو جائے، زبان کی شیرینی، لطافت اور جمال وجلال تقریر کی معنویت اور اس کی اثر پذیری اور سحر انگیزی کو دو آتشہ بنا دیتی ہے، اسلوب میں رجائیت پائی جاتی ہے قنوطیت، مایوسیت اور ناامیدیت کی چادر اوڑھانا آپ کا فن نہیں، یہ آپ کی طبیعت کی موزونیت، ثابت قدمی اور مزاج کے استقلال کی دلیل ہے۔ البتہ اسلوب میں کہیں کہیں نخوت کا رنگ بھی جھلکتا ہے، مگر موقع ومحل کے اعتبار سے یہ رنگ بھی آپ پر بڑا اچھا ہے اور یہ رنگ تقریر کے حسن کو کم کرنے کی بجائے اور بڑھا دیتا ہے۔ کسی بھی موضوع پر اظہار خیال کریں جا بجا انشا کے پھول کھلاتا ہے اور ادب کے موتی لٹاتا چلا جاتا ہے، انشاء کی گل کاریاں ہر جگہ نظر آتی ہیں۔ تصوف اور قانون جیسے سنجیدہ، پے چیدہ اور خشک موضوع پر بھی جب اظہار خیال کرتے ہیں تو زبان کی لطافت، الفاظ کی ترتیب، پیشکش کی سلیقہ مندی سے نئی جان اور روح ڈال دیتے ہیں اور سامعین دل گرفتہ ہو جاتا ہے۔ خطیبانہ اسلوب کا ایسا بہترین نمونہ دوسری جگہ مشکل سے نظر آئے گا۔ خطابت کا رنگ اور حسن ملاحظہ ہو:

''انسان کھو کر پاتا ہے، انسان جب اپنی یاد، دنیا والوں کی یاد، نعمتوں کی یاد، راحتوں اور کلفتوں کی یاد، ساری یادوں کو دل سے نکالتا ہے اور خدا کی یاد سے دل آباد کرتا ہے، تو یقین کیجئے دنیا اس کے قدموں میں ہوتی ہے اور وہ خدا کے در پر سجدہ ریز ہوتا ہے۔'' (مجموعہ رسائل رحمانی؛ ص:۲۴)

اعلان مفقود الخبری

● معاملہ نمبر ۵/۴۴۶/۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ واسع پور دھنباد) سونیہ خاتون بنت چھوٹا حنیف انصاری مقام سڈیا ڈیہہ، ڈاکخانہ کلیان پور ضلع دھنباد۔ فریق اول۔ بنام۔ شمشیر (پپو) انصاری ولد نصر الدین انصاری مقام راج گنج ڈاکخانہ راج گنج ضلع دھنباد۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء واسع پور دھنباد میں تقریبا چار سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں ہوں آئندہ تاریخ سماعت ۱۷/رجب ۴۰ھ مطابق ۲۵/مارچ ۲۰۱۹ء روز سوموار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت نو بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● معاملہ نمبر ۵۲/۱۹۸۸/۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ جمشید پور) کہکشاں پروین بنت محمد قمر الدین مکان نمبر ۱۶۹ کروس روڈ نمبر ۲۱ چنی محلّہ مانگو جمشید پور۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد دستگیر ولد مطلوب عالم روڈ نمبر ۵ سال بگان، ذاکر نگر، مانگو، جمشید پور۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ جمشید پور میں عرصہ چار سال سے غائب ولا پتہ ونان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۱۷/رجب ۴۰ھ مطابق ۲۵/مارچ ۲۰۱۹ء روز سموار بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت دارالقضاء امارت شرعیہ جمشید پور میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● معاملہ نمبر ۱۸/۶۳۹/۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گوگری کھگڑیا) اجمیری خاتون بنت محمد ہارون مقام مانسی گھراری ڈاکخانہ وتھانہ مانسی ضلع کھگڑیا۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد سناک خان ولد صابر خان مقام وڈاکخانہ پیلی بنگر ضلع ہنومان گڑھ، راجستھان۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گوگری میں عدم ادائے نان ونفقہ وعدم اداء حقوق زوجیت کی بنیا پر فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، جس کی آخری سماعت کی تاریخ ۱۷/رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۵/مارچ ۲۰۱۹ء روز سموار مقرر کی گئی ہے، اس تاریخ پر آپ فریق دوم محمد سناک خان خود مع گواہان حاضر ہو کر رفع الزام کریں، بصورت عدم حاضری وعدم پیروی مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

● معاملہ نمبر ۸/۱۷۳۵/۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ڈھاکہ مشرقی چمپارن) خوشنودہ بیگم بنت داؤد میاں مقام وڈاکخانہ چندنبارہ تھانہ ڈھاکہ ضلع مشرقی چمپارن۔ فریق اول۔ بنام۔ امتیاز عالم ولد محمد سعید میاں مقام بارہ شنکر محمد پور ڈاکخانہ بارہ شنکر ضلع مشرقی چمپارن۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ اس معاملہ میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ڈھاکہ مشرقی چمپارن میں غائب ولا پتہ ہونے نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، اس لئے آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت ۱۵/رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳/مارچ ۲۰۱۹ء روز سنیچر کو مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کر دیا جائے گا۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

کٹک اڈیشہ میں وفد امارت شرعیہ کا والہانہ استقبال

امارت شرعیہ کا ایک موقر وفد راقم الحروف (مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ) کی قیادت میں ۲۰رفروری سے صوبہ اڈیشہ کے ضلع جگت سنگھ پور، بھوونیشور اور کٹک کے دورہ پر ہے، اس وفد میں مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا مفتی انور قاسمی قاضی شریعت رانچی، مولانا قمر انیس قاسمی رئیس المبلغین امارت شرعیہ اور حافظ شہاب الدین مبلغ امارت شرعیہ کے علاوہ مقامی علماء کرام اور قاضی شریعت کٹک شامل ہیں، وفد جب ۲۰رتاریخ کو شہر کٹک پہونچا تو شہر کے علماء وائمہ اور عمائدین نے وفد کا والہانہ استقبال کیا، وفد کے استقبال میں ۱۰ربجے دن تا ۱ربجے دفتر امارت شرعیہ کٹک کی وسیع ہال میں شہر اور اطراف کے علماء وائمہ، خواص اور دانشوران کی طرف سے شاندار استقبالیہ اجلاس منعقد ہوا، جس میں صوبہ اڈیشہ کے مسلمانوں کی دینی، سماجی اور تعلیمی صورتحال اور امارت شرعیہ کی طرف سے اڈیشہ میں دئے گئے خدمات اور دفتر امارت شرعیہ کٹک کو مزید فعال بنانے اور اس کے بالائی منزل پر ہیلتھ سنٹر کے قیام کے تعلق سے تبادلۂ خیال ہوا، اور ارکان وفد نے وفد کی آمد کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے مختلف اہم موضوعات پر موثر گفتگو کی، رات کا اجلاس مشہور آبادی معصوم پور میں منعقد ہوا، جہاں قرب وجوار کی آبادی سے بڑی تعداد میں لوگ اجلاس میں شریک ہوئے، اس موقع پر راقم الحروف نے حاضرین کو امارت شرعیہ کے موجودہ نظام، صوبہ اڈیشہ میں اس کی خدمات ومنصوبے، موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کی سرپرستی میں امارت شرعیہ کے بڑھتے قدم اور ہمہ جہت منصوبوں کا تعارف کراتے ہوئے حاضرین سے امارت شرعیہ کے ساتھ ہمیشہ گہری وابستگی رکھنے اور ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں دینی زندگی گذارنے کا عہد لیا، ساتھ ہی دین کے تحفظ اور دنیا کی ترقی کا کامیاب نسخہ بتاتے ہوئے بنیادی دینی تعلیم کے نظام کو مسجد، مکتب اور مدرسہ کی سطح پر مضبوط بنانے اور معیاری تعلیم کے میدان میں اپنے بچوں کو آگے بڑھانے کی دعوت دی اور کہا کہ اگر ان دو چیزوں پر قوم پوری توجہ دے تو نہ ہماری نسل دین سے محروم ہوسکتی ہے اور نہ دنیا کی ترقی میں پیچھے ہوسکتی ہے، مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی صاحب نے معاشرتی خرابیوں کو دور کرنے کی تلقین کرتے ہوئے خاص طور پر شادی بیاہ اور طلاق کے معاملہ میں شریعت کی پابندی کی نصیحت کی اور کہا کہ ہماری قوم نے جب نکاح کے آسان کام کو مہنگا بنادیا تو نہ صرف معاشرہ میں بدکاریوں کا گراف بڑھا ہے بلکہ سیکڑوں بیٹیاں ارتداد کا شکار ہورہی ہیں، ضرورت ہے کہ جس طرح نماز روزہ میں شریعت کی پابندی کی جاتی ہے ویسے ہی نکاح اور شادی میں بھی شریعت کا پابند رہا جائے۔ قاضی محمد انور قاسمی نے نظام قضاء کی اہمیت اور موجودہ حالات میں اس کی ضرورت کو موثر انداز میں سمجھایا اور بتایا کہ دارالقضاء اسلامی تعلیمات کا بنیادی حصہ ہے، یہ انصاف تک پہونچنے کا آسان راستہ ہے جس میں شریعت کے مطابق فیصلہ بھی ملتا ہے اور متعدد گناہوں سے حفاظت بھی ہوتی ہے۔ مولانا قمر انیس قاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کا جامع تعارف کراتے ہوئے ہر عمل میں اخلاص کو اپنانے اور ہر دینی کام میں رفیق بن کر شریک رہنے کی اپیل کی اور امارت شرعیہ کی طرف سے علماء کرام کی آمد کو دینی بیداری کے لئے ایک موثر تحریک قرار دیا۔ ۲۱رفروری کو دن کا اجلاس تیرن میں منعقد ہوا جہاں وسیع پنڈال میں مسلمانوں کی بڑی تعداد نے وفد کے پیغام کو سنا، واضح رہے کہ یہ وفد ۲۷رفروری تک اس حلقہ کے دورہ پر رہے گا، ہر جگہ علماء وائمہ اور عام مسلمانوں کی طرف سے شاندار استقبال کیا جارہا ہے اور حضرت امیر شریعت کے پیغام پر مضبوطی کے ساتھ عمل کرنے کا عہد ہورہا ہے، مولانا صبغۃ اللہ قاسمی معاون قاضی دارالقضاء کٹک اور حافظ شہاب الدین مبلغ امارت شرعیہ پوری فکرمندی کے ساتھ وفد کے نظام کو کامیاب بنارہے ہیں۔

عالم اور حافظ کو جو اعزاز حاصل ہے وہ دنیا میں کسی کو نہیں

دارالعلوم وقف دیوبند کے استاذ حدیث حضرت مولانا فرید الدین صاحب قاسمی سنیچر کو مشہور دینی، تعلیمی ادارہ جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر تشریف لائے اور یہاں کی روح پرور فضا میں اپنے کچھ قیمتی اوقات گذارے، انہوں نے یہاں پہونچ کر سلسلہ کے بزرگوں قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ اور قطب زماں امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ رحمانی کے مزارات پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی، خانقاہ رحمانی مونگیر سے حضرت موصوف کو خاص عقیدت ہے، اور ان کا یہاں کا سفر گاہے گاہے ہوتا رہتا ہے۔

اس موقعہ پر طلبہ جامعہ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آپ بڑے خوش قسمت ہیں، آپ ایسے ادارہ میں تعلیم حاصل کررہے ہیں، جہاں تعلیم گاہ بھی ہے اور تربیت گاہ بھی، جامعہ کے ساتھ خانقاہ کا یہ حسین سنگم آپ کے علم وعمل میں جامعیت ثابت کرنے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگا، آپ کو اس سنہرے موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے، حضرت مولانا فرید الدین صاحب نے کہا کہ آپ جو علم حاصل کررہے ہیں، وہ علم الٰہی ہے، اور اس کی بدولت اللہ نے انسان کو تمام مخلوقات پر فضیلت حاصل کی ہے، آپ قرآن یاد کرتے ہیں، حافظ کہلاتے ہیں، آپ درس نظامی کو مکمل کرتے ہیں، عالم کہلاتے ہیں، یہ اللہ کے نام ہیں، آپ کو اللہ کے صفاتی ناموں سے پکارا جاتا ہے، یہ آپ کا اعزاز ہے، دنیا میں کسی فن کے ماہر کو اتنا بڑا اعزاز حاصل نہیں ہے، اس لیے آپ کو پوری توجہ اور حوصلہ مندی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف بڑھنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ بزرگوں کی تاریخ عزیمت کی رہی ہے، آپ اس کے وارث بن رہے ہیں، اپنے اندر وہی صفات پیدا کیجئے، اور دین وملت کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو اچھی طرح تیار کیجئے۔ جامعہ رحمانی کے ناظم تعلیمات جناب مولانا محمد خالد صاحب رحمانی نے مولانا قاسمی کا تعارف کرایا۔

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر میں مختلف امراض کے ڈاکٹر اب روزانہ دستیاب ہوں گے

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر قابل قدر سماجی خدمتگار ادارہ ہے، جو خانقاہ مونگیر کے سجادہ نشیں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی بلند سوچ کے نتیجہ میں وجود میں آیا ہے، تقریباً ۲۲ر سالوں سے یہ ادارہ تعلیم اور صحت کی میدان میں نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے، تعلیم کی سمت میں کمپیوٹر کی تعلیم، بی ایڈ کی تعلیم، مکاتب، ووکیشنل کورسیز وغیرہ وغیرہ بہت سے کامیاب پروگرام چل رہے ہیں، رحمانی ۳۰ اسی کی شاخ ہے، جس کے تحت آئی آئی ٹی، میڈیکل، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ اور این ڈی اے وغیرہ کی مفت تربیت دی جارہی ہے۔ صحت کی میدان میں اس نے قابل قدر خدمت انجام دی ہے، ہر سال اس کے تحت دو ہزار مریضوں کی آنکھوں میں مفت لینس لگایا جاتا ہے، مستقبل میں باضابطہ ایسے ہاسپیٹل کا منصوبہ زیر غور ہے، جو بہار کے مریضوں کو مدراس وغیرہ جانے کی ضرورت کو پورا کرے، اس سلسلہ میں کوششیں بھی جاری ہیں، رحمانی فاؤنڈیشن نے صحت کی جہت سے خدمات میں ایک اور باب کا اضافہ کرلیا ہے، اب اس کے تحت مختلف امراض کے ڈاکٹروں کی خدمات لوگوں کو روزانہ مفت فراہم کی جائے گی، اس کا افتتاح مونگیر صدر ایس ڈی او کھگیش جھا کے ہاتھوں عمل میں آگیا، جنرل فزیشین اور شوگر اسپیشلسٹ کے طور پر جناب ڈاکٹر محمد شاہد وسیم (MBBS.MIMA) کی خدمت حاصل کی گئی ہے، جو اتوار اور جمعہ کو چھوڑ کر روزانہ ۱۲ربجے دن سے دوپہر ۲ربجے تک خدمت کے لیے موجود رہیں گے، عورتوں کے امراض کے علاج کے لیے محترمہ ڈاکٹر گلناز صاحبہ (MBBS.MIMA) ہیں، جو نسوانی امراض کی ماہر ہیں، جمعہ اور اتوار کے علاوہ روزانہ ۱۱ربجے دن سے دوپہر دو بجتے تک موجود رہیں گی، دانت اور منھ کے امراض کے لیے ڈینٹل اسپشلسٹ جناب ڈاکٹر محمد خالد وسیم صاحب (BDS.MIDA) کی خدمت لی گئی ہے، وہ جمعہ کو چھوڑ کر ہر روز دس بجے دن سے تین بجے دن تک رہیں گے، اسی طرح تجربہ کار ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب جنرل فزیشین اور چائلڈ اسپیشلسٹ ہیں، جو بدھ اور جمعہ کو چھوڑ کر روزانہ ۱۲ربجے سے دوپہر تین بجے تک رہیں گے، تمام ڈاکٹروں کی فیس صرف بیس روپئے رکھی گئی ہے۔ رحمانی فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری مولانا ظفر عبدالرؤف رحمانی نے کہا کہ رحمانی فاؤنڈیشن کے بانی امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے مونگیر کے لوگوں کی سہولت کی خاطر ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کی ہیں، تاکہ کم خرچ میں صحیح علاج ہوسکے، انہوں نے کہا کہ رحمانی فاؤنڈیشن آنکھ کے مریضوں کا علاج پہلے سے کررہا ہے، اب ان ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کرلینے سے رحمانی فاؤنڈیشن ہر طرح کے مریض کا علاج کرسکے گا، اور طبی سہولت معمولی فیس کے عوض لوگوں کو فراہم کرے گا، اس کے علاوہ رحمانی فاؤنڈیشن کے تحت مختلف قسم کے ٹیکے رعایتی در پر جو پہلے سے لگائے جارہے ہیں، اس کا سلسلہ بدستور جاری رہے گا۔

عمر کا صحیح استعمال ہمارے نوجوانوں کو کرنا چاہئے: ناظم امارت شرعیہ

انسان کی زندگی تین ادوار پر محیط ہے۔ پہلا بچپن دوسرا جوانی اور تیسرا بوڑھاپا، ان تینوں میں جوانی کا وقت بچپن اور بوڑھاپے کے مقابلے میں عموماً زیادہ ہوتا ہے، اس لئے اس عمر کا صحیح استعمال کرنے کی کوشش ہمارے نوجوانوں کو کرنی چاہئے، یہ باتیں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ناظم حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے ہولی ویژن پبلک اسکول کی سرپرستی میں چلنے والے ہولی ویژن ٹیٹوریل کے دسویں جماعت کے طلباء وطالبات کے ہونے والے الوداعیہ پروگرام میں اپنے خطاب کے دوران کہیں، انہوں نے مزید کہا کہ ہمارے دور کا یہ المیہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو نوجوانی کے عمر کو پہنچنے پر محمول کرتے ہیں جب کہ ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ آج جس عمر میں ہمارے بچے کھیل کود میں گزار دیتے ہیں، اسی عمر میں محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کرکے فتح حاصل کی تھی، انہوں نے اس بابت طلباء وطالبات سے کہا کہ وہ وقت کی پابندی کریں اور ہر کام کو مقررہ وقت پر کرنے کی عادت ڈالیں، پرائیویٹ اسکول اینڈ چلڈرن ویلفیر اسوسیئشن کے صدر جناب سید شمائل احمد نے کہا کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے محلے میں محمد صابر صاحب نے اسکول قائم کرکے تعلیم کا ایک معیاری نمونہ پیش کیا ہے، محدود وسائل کے باوجود تعلیم کے شعبے میں وہ جس خوبی کے ساتھ نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں وہ قابل ستائش ہے۔ یہ ان کی لگن اور محنت کا نتیجہ ہے کہ ہولی ویژن ٹیٹوریل میں پڑھنے والے طلباء وطالبات بورڈ میں اچھے نمبرات سے تو کامیاب ہوتے ہی ہیں ان کے اندر اسلامی تعلیمات بھی بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں، اس موقع پر دہلی یونیورسیٹی کے پروفیسر نعیم الدین نے طلباء وطالبات کو نصیحت کی کہ وہ نمبرات لانے کے پیچھے دیوانہ وار نہ بھاگیں بلکہ اپنے اندر بنیادی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کریں، کیونکہ نمبرات وقتی اور عارضی ہوتے ہیں جبکہ صلاحیتیں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتی ہیں۔

سیتامڑھی اور مظفر پور میں خصوصی تربیتی اجلاس کی تیاریاں زوروں پر

مورخہ ۴/۵رمارچ ۲۰۱۹ء کو مظفر پور میں اور ۶/۷رمارچ کو سیتامڑھی میں امارت شرعیہ کے زیر اہتمام ضلع کے نقباء، نائبین نقباء، ارباب حل وعقد، ارکان عاملہ وارکان شوریٰ امارت شرعیہ، علماء، ائمہ اور دانشوران کے دو روزہ خصوصی تربیتی اجلاس واجلاس عام کی تیاریاں زوروں پر ہیں، امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مبلغین امارت شرعیہ اور مقامی علماء وذمہ داران کے ساتھ اجلاس کو کامیاب بنانے کے لیے مسلسل علاقوں کا دورہ اور خصوصی میٹنگیں کررہے ہیں، علاقہ سے مل رہی اطلاعات کے مطابق حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی آمد کو لے کر دونوں ضلعوں کے عوام وخواص میں والہانہ جوش وجذبہ ہے اور حضرت مدظلہ کے استقبال کے لیے دیدہ و دل فرش راہ کیے ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ سابقہ اجلاس کی طرح یہ اجلاس بھی کامیاب اور بامقصد ثابت ہوگا۔

Volume:57/67,Issue: 08 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqeeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

ہر گھڑی دل میں عزائم کے دیئے روشن رکھ
وقت آوارہ ہے چپ چاپ گذر جائے گا
(جمیل اختر شفیق)

اللہ کے مقبول بندے

محمد ارشد قاسمی دار القضاء امارت شرعیہ پورنیہ

اولیاء اللہ اور بزرگان دین خدا کے نیک اور برگزیدہ بندے ہوتے ہیں، محبوب خدا ہونے کی وجہ سے انکی حرکات وسکنات میں لوگوں کے لیے کشش ہوا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ انکی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں ایک سحر ہوتا ہے کہ لوگ دنیا ومافیہا سے بے خبر ہوکر پوری توجہ اور یکسوئی کے ساتھ انکی باتوں کو سنتے ہیں۔ انکے ملفوظات وارشادات میں بسا اوقات ایسی جاذبیت ہوتی ہے کہ سننے والے پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہونے لگتی ہے۔ انکے جملوں میں ایسا نور ہوتا ہے کہ اسکے ذریعہ دل ودماغ روشن ہو جاتے ہیں، احکام شرعیہ پر چلنا لوگوں کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ ان سے جڑنے والا ہر شخص اس ہستی کا ایسا دیوانہ ہو جاتا ہے کہ اس کی یہ خواہش ہونے لگتی ہے کہ اس کے قدموں پہ ساری دنیا نچھاور کردے، اور اس لٹنے لٹانے میں اسے بے حد روحانی مسرت ملتی ہے، ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ اس سے پہلے وہ خود بھی اپنے محبوب کو پانے کے لیے ساری توانائی اور ساری صلاحیتوں کو لٹا چکا ہوتا ہے اور اسے پانے اور حاصل کرنے کے لیے نہ جانے اسے کتنی وادیوں اور صحراؤں کو عبور کرنا پڑا ہوتا ہے، سنگلاخ اور نوکیلے پتھروں پر چلنے کی وہ سے کتنی بار اس کے پاؤں لہو لہان ہو چکے ہوتے ہیں، یہ اس کے جنون اور عشق کی پختگی کہیے کہ اس راہ پر چلتے چلتے نہ جانے کتنے بہادر اور با ہمت لوگوں کے قدم ڈگمگا گئے، لیکن یہ دیوانہ ان تمام مراحل کو عبور کر کے اس چوٹی پر پہونچ جاتا ہے جہاں اسے پہونچنا ہوتا ہے۔

اس مقام پر پہونچنے کے بعد اب اس کی کیفیت پہلی جیسی نہیں رہتی، اب یہ انسان یکسر بدلا ہوا نظر آتا ہے پہلے یہ دنیا کے پیچھے بھاگتا تھا، اور دنیا اس سے بھاگ رہی ہوتی تھی آج یہ دنیا سے بھاگ رہا ہوتا ہے اور دنیا پوری چمک دمک کے ساتھ اس کے قدموں پر نچھاور ہونے کے لیے تیار رہتی ہے، پہلے وہ لوگوں کے بیچ جا کر اپنی بڑائی تسلیم کرانے کی خواہش رکھتا تھا، لیکن اب وہ مخلوق سے کنارہ کش ہوکر گمنامی کی زندگی گذارنے کو ترجیح دیتا نظر آتا ہے، پہلے اسے یاروں اور دوستوں کے جمگھٹو میں لطف آتا تھا، اب اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ لوگوں سے کٹ کر اپنے محبوب کے خیال میں ہمیشہ مستغرق رہے، اس کی یہ چاہت کوئی مصنوعی اور بناوٹی نہیں، بلکہ یہ اس کی حقیقی چاہت ہوتی ہے، اس لیے کہ اس نے اپنے محبوب کو پانے اور حاصل کرنے کے لیے بڑے جتن کیے ہیں، دنیا میٹھی نیندیں لے رہی تھیں اس وقت یہ دیوانہ رات کی تنہائی میں اٹھ کر اپنے محبوب کے نام کا مالا جپتا رہا ہے، اس نے اپنے محبوب کے نام سے اپنی زبان کو ایک بار نہیں، سینکڑوں بار نہیں، بلکہ لاکھوں اور کروڑوں بار تر کیا ہے، کبھی زور سے اور کبھی آہستہ سے اسے پکارا ہے، محبوب کو پکارتا رہا ہے، محبوب کو منانے اور اسے حاصل کرنے کے لیے اپنے تصور کی آنکھوں سے اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر بھی اسے کھڑا رہنا پڑا ہے، اس کے سامنے ایک معصوم بچے کی طرح بسا اوقات خوب بلک بلک کر رویا ہے۔

محبت وعشق کی ان دشوار گذار گھاٹیوں کو عبور کر کے بڑی صعوبتوں کے بعد اپنے اس محبوب کو پایا ہے، ظاہر سی بات ہے کہ اس کی یہ قربانی ایسی ہے کہ اس کو سراہا جائے۔ اس کی اس محبت وچاہت کا جواب بھی اسی قوت سے دیا جائے۔ چنانچہ جواب دیا گیا اور خوب دیا گیا کہ اولاً: لوگوں کے قلوب کو اس کے لیے مسخر کر دیا گیا اس کے چہرہ پر ایسا جمال اور ایسی خوبصورتی ڈال دی گئی کہ لوگ جی بھر کر دیکھنے کے بعد بھی آسودہ نہیں ہوتے، قطع نظر اس کے کہ وہ دنیا والوں کی خوبصورتی کے معیار پر پورے اترتے ہوں یا نہیں، لیکن اس کے باوجود لوگوں کی زبان پر اسی نورانی اور پرُ جمال چہرہ کا تذکرہ ہوتا ہے۔

دوسری طرف سارے انسانوں کو مخاطب کر کے اعلان کر دیا گیا کہ لوگو سنو! یہ بندہ جسے تم پہلے عام انسان سمجھتے تھے۔ اب یہ بندہ عام انسان نہیں رہا، بلکہ اب یہ ایک نہایت قیمتی انسان بن چکا ہے، اس کی زبان اب میری زبان شمار ہوگی اس کے ہاتھ پاؤں اب میرے ہاتھ پاؤں تصور کیے جائیں گے، بصارت اور بصیرت دونوں نعمتوں سے نوازا جائے گا، جو اس کو اذیت اور تکلیف دے گا وہ دراصل مجھے تکلیف دے گا، جو اس کو خوش کرے گا، میں اس سے خوش ہو جاؤں گا، اس کے ساتھ جنگ وجدال سے بچ کر رہنا، اس سے لڑائی کا مطلب مجھ سے جنگ کرنے کی دعوت دینا ہوگا۔

مزید یہ کہ حضرت جبرئیلؑ کو بلا کر کہا جاتا ہے کہ جبرئیل! یہ شخص میرا محبوب ہے تم بھی اس سے محبت کرنا، اور سنو! اس کا اعلان ذرا سارے ملائکہ میں بھی کردو کہ سارے فرشتے میرے اس محبوب سے محبت کریں، اور سارے فرشتے دنیا میں بسنے والے تمام انسانوں کے درمیان جا کر میری اس محبت کا اعلان بھی کردیں تاکہ سارے لوگ اس کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ لوگ اس سے اضطراری طور پر محبت کرنے لگتے ہیں۔ اس کی دیوانگی کا یہ صلہ ملتا ہے کہ اس کی محبت فضاء میں بکھیر دی جاتی ہے اور دنیا اس محبت کی خوشبو سے معطر ہو جاتی ہے، اللہ کی رضا، روحِ انسانی کے اندر سرایت کر جاتی ہے اور پھر پوری سوسائٹی اور پوری زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

یہ کوئی معمولی اور عام سا اعلان نہیں ہوتا، بلکہ یہ اس کے محبوب کی جانب سے بہت بڑا انعام ملتا ہے جس کے اثرات کچھ کچھ بلکہ بسا اوقات بہت کچھ دنیا میں بھی نظر آنے لگتے ہیں۔

حالانکہ اس کے پہلے کی زندگی نہایت خستہ، اور مفلوک الحال والی تھی، تعلق جڑ جانے کے بعد اب وہ لوگوں سے مستغنی نظر آتا ہے، پہلے نان شبینہ کا محتاج تھا اور آج اس کے دستر خوان پر سینکڑوں افراد موجود ہوتے ہیں۔ ابتداء میں گمنام تھا اور آج ہر ایک کی زبان پر اسی کا چرچہ ہوتا ہے۔ کل وہ چیخ کر بولتا تھا کوئی نہیں سنتا تھا اور آج وہ خاموش رہتا ہے تو اس کی خاموشی لوگوں پر گراں گذرتی ہے۔ بلکہ لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ بولتے رہیں اور لوگ ان کی باتوں کو غور سے سنتے رہیں۔ ایک زمانے میں قائدانہ رول ادا کرنے کی خواہش رکھتا تھا، لیکن لوگ اس کی سرداری قبول کرنے کو تیار نہ تھے، اور آج لوگ دل کی گہرائیوں سے اسے اپنا رہبر اور رہنما بنانے کی آرزو رکھتے ہیں اور لیکن یہ قیادت سے کوسوں دور بھاگتا رہتا ہے۔ شروع میں کوئی اس پر ظلم کرے تو ظالم کے خلاف ایک لفظ بھی کسی کی زبان سے نہ نکلے اور آج اس کی مجلس میں غلطی سے کسی کی آواز بلند ہو جائے تو اس بولنے والے کی طرف لوگ خونخوار نگاہوں سے دیکھنے لگتے ہیں۔ ابتداء میں اس کی گفتگو سے لوگ الجھن محسوس کرتے تھے اور آج جب اس کی زبان سے علوم ومعارف کے موتی بکھرتے ہیں تو لوگ سن سن کر عش عش کر اٹھتے ہیں۔

بہر حال ملا، اور خوب ملا، بلکہ خوب دیا گیا، میں تو کہتا ہوں کہ انڈیل دیا گیا۔ اگر نہ دیا گیا ہوتا اور کچھ نہ بھی ملتا تو بھی کوئی شکایت نہیں ہوتی، اس لیے کہ محبوب کا لقاء اور وصل یہی کم بڑی دولت نہیں ہے۔ لیکن کیا کیجیے کہ اس دیوانے نے جس سے محبت کی وہ بھی تو اپنی زبان کا شروع ہی سے سچا اور پکا رہا ہے، اسی کا کہنا ہے۔۔۔ جو اس کو دل سے چاہتا ہے اور اس کی مرضیات پر اپنے کو فنا کر دیتا ہے تو اس کی جانب سے اس کا صلہ یہی ملتا ہے کہ ایسے دیوانے کو دنیا والوں کے سامنے ”گلاب کا پھول“ بنا کر پیش کر دیا جاتا ہے کہ لوگ فطری طور پر اس سے محبت و چاہت کا مظاہرہ کریں ان الذین آمنوا وعملوا الصلحات سیجعل لھم الرحمن ودا (مریم) ”بلا شبہ جو لوگ ایمان والے اور نیک عمل کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لیے (لوگوں کے قلوب میں) محبت ڈال دی جائے گی“۔ کیا ہم بھی ان عنایات وتوجہات کی خواہش رکھتے ہیں؟ جو اس کے اپنے خاص بندے کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ اگر چاہتے ہیں تو آیئے! عزم کریں کہ ہم بھی اپنے اسلاف کرام کے نقش قدم پر چل کر اپنے محبوب ومطلوب تک پہونچنے کی کوشش کریں۔

یاد رکھیے کہ اس کا دروازہ ہر ایک کے لیے کھلا ہوا ہے اور وہ بڑا قدر دان ہے ۔اللھم اجعلنی من الصالحین . آمین

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)